

## سہیلیاں



حرفوں تھا اور وہ اسے اتنی جلدی جیتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اس کی بد قسمتی کہ رائیں نے اسے روکنے دیکھ لیا اور اپنے تئیں سب کی نگاہوں سے اونچا کر کے بیٹھی تھی۔ دعو سارا کچن سمیٹ کر گئی تھی۔ وہ اپنے لیے چائے بنانے آئی تھی۔ چائے پیتے ہوئے اس کا ذہن بھٹک کر عین اچھ کی طرف چلا گیا۔ انہیں اس کے ہاتھ کی بنی چائے بہت پسند تھی۔ بہت شوق اور اصرار سے پیتے تھے۔ اسے یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ سامنے ہوں چائے کی پانی سے نکلتی بھاپ کے پیچھے اسے نظر آ رہے تھے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر انہیں پھونکا چاہا تو وہ تصویر الٹی ہو کر دیکھ رہی تھی۔ اپنی بے بسی پر

”آخر آپ کے اس طرح رونے کا مطلب کیا ہے یہی تا کہ اس گھر میں آپ پر ظلم و ستم کے سوا توڑے جا رہے ہیں میں اور میرے گھروالے جنگلی درندے ہیں۔ میں اچھ اور ادبش ہوں۔ آپ کے ساتھ میرا رویہ بہت تحریک کلاس ہے۔ میں نے ظلم و ستم کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ میں یہی بہت۔“  
وہ دل جلاسنے والی مسکراہٹ لہوں سے چمکائے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے تیز نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا اس کے ٹھیک اندازوں پر فوراً صبح کو بڑی کوفت ہوئی۔ اس نے جلدی سے آنسو پونچھے اس کے سامنے رونے والی کمزوری اور شکست کا اظہار کرنے کے

## مکمل ناول



اسے روکا گیا۔

اتنے میں راحیل بھی لوہر آئیل۔ اسے یوں روکے دیکھ کر اس کے اندر اشتعل کی ایک زبردست لہرائی تب ہی تو وہ طنز طنز کیے جا رہا تھا۔ وہ مکمل تک چپ رہتی مگر اس کا جواب دے دیا جس پر اس کا فہم چند ہو گیا۔

"ساری اکڑوں یہ سیکھ میں نکال دوں گا۔ آخر ہو کیا چیز تم اگر ایک پھنری مار دیا تو خدشہ ہے کہ یادداشت نہ مل جائے۔"

نورالصبح کی عزت نفس پر جیسے گہری چوٹ پڑی وہ کرسی پر ٹھیک کرانچ کھڑی ہوئی۔

"اتنی کمزور نہیں ہوں میں۔" راحیل کے الفاظ اور انداز مخالف نے اسے جلتی آگ میں جھونک دیا تھا۔ "آہ آہ اچھا۔" راحیل نے سمجھ کر لفظ اچھا کو ادا کیا۔

"اپنے آپ میں رہیں تو بہتر ہے۔" نورالصبح دانت چرس کر رہی۔

"آپ اپنے آپ میں مکمل رہنے دیتی ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے لگتا ہوں۔" اس کے الفاظ کا الٹا اثر ہوا۔ راحیل کا لہجہ غماز آمیز ہو گیا۔ وہ آگے بڑھ آیا۔ نور دہل کر دیوار کے ساتھ جڑ گئی۔

"بڑے عجیب حالات میں آئی ہیں آپ دور نہ مہن احمد میں پڑا دم تم قتل انہوں نے تو آپ کو مجھ سے چھیننے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ خیر اب تو آپ ہماری ہو چکی ہیں۔ آپ کے والد محترم کے والد بھی ہمیں جدا نہیں کر سکتے۔ کیوں میں سچ کہہ رہا ہوں؟" بولتا ہوا وہ اس کے اور بھی قریب آگیا تو نورالصبح کی ساری ہلاوری ہوا ہو گئی۔ اب شامت تکی کہ تب راحیل کے دونوں ہاتھ اس کے دائیں بائیں دیوار پر لگے ہوئے تھے۔ درمیان میں ایک تودہ فٹ سے کم فاصلہ تھا۔ راحیل کی لی شرت میں سے جھانکتے مضبوط مردانہ بازو اس کے کلاسیوں اور کندھوں کو چھو رہے تھے۔ نورالصبح کی نظریں اس کے پیروں پر مرکوز ہو گئیں۔ وہ اس وقت کو

کوس رہی تھی حساب کا سامنا ہوا تھا۔ "بیٹے سامنے سے۔" اس نے بھٹکے ہاتھوں سے اس پر بازو کو چپکے بٹاتا جا ہوا۔

دوبارہ جانے جا رہا تھا۔ "کیوں تب کمزور تو نہیں ہیں۔" راحیل کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور اس کا چہرہ درجہ بدرجہ اعلیٰ کو لے آیا۔

"پلینہ۔" نورالصبح کو تھی۔ راحیل کی اس کیفیت پر بالکل آیا۔ وہ غور سے اس کی بل پٹیا کی قید سے آزاد ہو کر یوں دیکھنے لگی۔ اسے تھے جیسے کئی روز سے انہیں توجہ نہیں ہو۔ گلابی لبوں کو دانتوں سے کھینچے ہوئے تھے۔ ہاتھ لگا ہوں کو اپنے وجود پر محسوس کر رہی تھی۔ دل حلق میں جڑنے لگا تھا۔

"میں بے گھر بھی تو کیا ہے۔ یہ شک کو بھی راہ سے بھٹکا سکتا ہے اور میں تو بھی نہیں۔" نورالصبح نے پوری قوت سے دیوار پر اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔

"جتنا دور بھاگیں گی یہ آگ اور بھڑکے اسے بری طرح خوفزدہ کر رہا تھا کیونکہ ظاہر تھا کہ وہ دونوں گھر پر نہیں تھے۔ اسے تو گویا مکمل چھٹی ہو گئی۔ ان کی موجودگی میں وہ جیسے میں رہتا تھا۔

ابھی ابھی بھٹنے پہلے کی ہی توجہ تھی۔ ترسے ہوئے دونوں ایک دم موت میں مدعو تھے ان کی بواہی پر متوجہ تھی۔ نورالصبح اپنے کمرے میں آگیا۔ راحیل گھر پر ہوتا تو وہ خود کو اپنے کمرے میں کرسی پر ٹھیک کر رہی تھی جو کسی گھر سے نکلتے ہوئے ناکملی کی طرح اس کے کمرے میں تو جھکا ہوا تھا۔

دوہر میں خوب سولی تھی اس لیے اتنی جلدی نہ آنے کا کوئی امکان نہ تھا۔ اگلا کارشی کے پر تجسس ناول میں وہ بری طرح کھولی ہوئی تھی۔ اس کے بیدار میں راحیل نے قدم رکھا تھا۔ نورالصبح کی توڑی پر ظاہر نہیں ہونے لگا۔

کوس رہی تھی حساب کا سامنا ہوا تھا۔ "بیٹے سامنے سے۔" اس نے بھٹکے ہاتھوں سے اس پر بازو کو چپکے بٹاتا جا ہوا۔

دوبارہ جانے جا رہا تھا۔ "کیوں تب کمزور تو نہیں ہیں۔" راحیل کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور اس کا چہرہ درجہ بدرجہ اعلیٰ کو لے آیا۔ "پلینہ۔" نورالصبح کو تھی۔ راحیل کی اس کیفیت پر بالکل آیا۔ وہ غور سے اس کی بل پٹیا کی قید سے آزاد ہو کر یوں دیکھنے لگی۔ اسے تھے جیسے کئی روز سے انہیں توجہ نہیں ہو۔ گلابی لبوں کو دانتوں سے کھینچے ہوئے تھے۔ ہاتھ لگا ہوں کو اپنے وجود پر محسوس کر رہی تھی۔ دل حلق میں جڑنے لگا تھا۔

"میں بے گھر بھی تو کیا ہے۔ یہ شک کو بھی راہ سے بھٹکا سکتا ہے اور میں تو بھی نہیں۔" نورالصبح نے پوری قوت سے دیوار پر اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ "جتنا دور بھاگیں گی یہ آگ اور بھڑکے اسے بری طرح خوفزدہ کر رہا تھا کیونکہ ظاہر تھا کہ وہ دونوں گھر پر نہیں تھے۔ اسے تو گویا مکمل چھٹی ہو گئی۔ ان کی موجودگی میں وہ جیسے میں رہتا تھا۔

ابھی ابھی بھٹنے پہلے کی ہی توجہ تھی۔ ترسے ہوئے دونوں ایک دم موت میں مدعو تھے ان کی بواہی پر متوجہ تھی۔ نورالصبح اپنے کمرے میں آگیا۔ راحیل گھر پر ہوتا تو وہ خود کو اپنے کمرے میں کرسی پر ٹھیک کر رہی تھی جو کسی گھر سے نکلتے ہوئے ناکملی کی طرح اس کے کمرے میں تو جھکا ہوا تھا۔

دوہر میں خوب سولی تھی اس لیے اتنی جلدی نہ آنے کا کوئی امکان نہ تھا۔ اگلا کارشی کے پر تجسس ناول میں وہ بری طرح کھولی ہوئی تھی۔ اس کے بیدار میں راحیل نے قدم رکھا تھا۔ نورالصبح کی توڑی پر ظاہر نہیں ہونے لگا۔

کھل قبل نہ ہوتا اسٹیل پر چھٹی سوچوں کے تانے بانے بنتی رہی۔

\*\*\*

اس کی نظریں بظاہر مائیکل شولونوف کے ٹیبل the don and quite flows تھی۔ تھی ہوئی تھیں پر ذہن کہیں اور تھا۔ جاتے سویرن کی الوداعی کرنیں پورے لان میں بکھری ہوئی تھیں۔ کہیں کی کرسی پر نیم دراز وہ کتب کو گھورے جا رہی تھی۔ راحیل گھر پر ہی تھا کشف، سمیرا اور فراز بھی آئے ہوئے تھے۔ وہ نئی المیہ کا کام کر رہے تھے اس لیے تقریباً روزانہ ایک جگہ آکھٹے ہوتے۔ وہ رات دن کا فرق بھلائے ہوئے تھے اس وقت بھی چاروں اپنے اپنے کام میں مگن تھے۔ راحیل کی آواز کھلی کھڑکیوں کے راستے اس کے کانوں تک آرہی تھی۔

من سے پیاسا جیون سے پیاسا پیاس کیسے بچے من کی۔ وہ تینوں اس کا ساتھ دے رہے تھے۔ "اترے میں رائن کاغج بہت زبردست لگے گا دیکھ لیتا۔ پبلک بہت پسند کرے گی۔" سمیرا نے مشورہ دیا۔

"ہاں۔" رائن بڑا روٹوئی سا انسان دانت ہے پھر اس کی دوڑ بڑبڑانے کی سونے ساگ ہوگی۔ بہت نمبر "تیری آنکھوں نے کیا تے پاگل۔" اب بھی ریکارڈ سیل کر رہا ہے۔ لوگ پسند کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس گانے میں جذبات کا اظہار بڑے سادہ انداز میں کیا گیا ہے۔ اس کا میوزک بھی بڑا سربا ہے پھر راحیل کی آواز اور پر سنائی رہی سہی کسر پوری کر دیتی ہے۔

"ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" گوری "کو بھی اتنا ہی بہت ہونا چاہیے۔" فراز نے تائید کی۔ وہ بہت پر دوش ہو رہا تھا۔

"بہت کیوں نہ ہو گا ڈوب کر گایا ہے" اس نے کہہ کر اپنی پر دہلی کا ماحول تھا۔ "کشف نے راحیل کو چھیڑا۔ بہت بہت اور بڑا دلگ رہا تھا تینوں نے بنور

اس کا جائزہ لیا تو سر جھٹک کر از سر نو اپنی توانائی ایک جگہ گہرا کر کے لگا۔

"چلو کلم شروع کریں۔" راحیل نے کانے کے بولوں پہ نگاہ ڈالی اور انہیں اشارہ کیا وہ اپنی اندرونی کیفیت چھپانے کی کوششیں کر رہا تھا۔ وہ بچے نہیں تھے جو سمجھتا ہے اس کی دگ دگ سے وہ واقف تھے اس وقت بھی محسوس کر رہے تھے کہ اس کا دھیان کس اور ہے۔

سلون اب کے برس بھی آیا تھا یونہی اب بھی برسی تھیں پر پاس نہ بھیجی مرن کی پاس نہ بھیجی چون کی توجی بتا گوری پاس کیسے بھیجے مرن کی

وہ اس لان پہ انک ہی ایک تقریباً دس منٹ سے وہ بھی ایک فہم مرن رہی تھی جس کمرے میں وہ رہتیں کرتے تھے۔ وہ مین لان کے سامنے تھا۔ اس کی کمر لیں بھی سامنے کے رخ کھلتی تھیں۔ اس لیے توازیں بخوبی اس کی سماعت سے پرکھام تھیں نہ چاہے ہوئے بھی وہ توجہ دینے پر مجبور تھی۔

"چلو بقی کل یہ تو گیا۔" کاشف نے کی بورڈ سے ہاتھ ہٹائے تو بقی سہلے بھی اس کی تھکید کی۔

منور کا فیصلہ بدلا ہے کہ نہیں۔" سمیر نے اس کی دھمکتی دگ کو پکڑا تو تنوں اسے ہام سے ہی پکارتے تھے ایک بار مہربانی "کنے پہ نورالصبح نے ان کی طبیعت صاف کر دی تھی۔ اس لیے وہ اب جھٹکا ہو گئے تھے۔

"ان کے والد محترم ناراض ہیں۔ فرماتی ہیں کہ وہ ہرگز ایسی خوشی کا تصور نہیں کر سکتیں جس میں ان کی ناراضی شامل ہو۔"

راحیل نے منہ بنا کر "والد محترم" پہ نذر دیا تو باہر بیٹھی نورالصبح اس کے زہر میں بھیجے تھیں۔

"یہ اپنی دولت پر مغرور لڑکیاں شروع ہی یونہی

نخرے دکھاتی ہیں۔ اندر سے اتراتی ہوں۔

زبردست لڑکا ان کا لہجہ گارے پر باہر سے نور

لگا منور کی ہوتا ہے سب جانتا ہوں ان کی طریقوں کو۔ رنگ رنگ کی لڑکیوں کو بہت

تو کوئی نرالی قسم ہے میری دولت شہرت ہے

گویا منور یہ لب اشارت خواہ خواہ کر کے

ان کے پاس اس بھولی انا کے علاوہ ہوتا ہی

بھی تو ان ہی کی صاحبزادی ہیں۔ انا خود ہی

کے راگ لاہیں گی۔ ساری نشانیوں اسی

ان کے اندر۔" راحیل حقارت سے بولا۔

اس عزت افزائی پہ نورالصبح کا دل چاہا کہ

زبان حلق سے نکل کر اس کا قہقہہ

وہ اپنے اربوے کو عملی جامہ نہ پہنا سکتی تھی۔

"راحیل! یہ تمہارا اسلام نہیں سر ہے۔

درستی کی تو نہ جتنے لگے کہیں سے بھی نہیں

کہ راحیل کا حلق ایک اچھا تعلیم یافتہ

سے ہے۔ نورالصبح کے نزدیک اس کے اکثر

گرفت ہوتے تھے۔

"حج کا شکر یہ دیتے میرے دلیران لاہ

ہرانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ یہ تو

تھیں جن کے ذریعے میں دکنی اسٹینڈ

خاتم سلمان تھا۔ عثمان احمد۔"

راحیل نے پھر مرن احمد کی ٹانگ پکڑی

سے برداشت نہ ہوا۔ وہ اندر چلی آئی جہاں

جھکپاش تو ان اس کی ساتوں سے باہر تھی۔

آن راحیل صبح سے ہی گھر میں تھا۔ ان پر ستاروں کی فون کا زور ای میلز کا تانہ

وہ بیک وقت کچھ زور اور فون پہ مصروف عمل

اس کے فون کی گھنٹی بھی سب کچھ چھوڑ

کی طرف متوجہ ہو گیا۔ دسری طرف بھی

"تسو" میں تھیں خود رنگ کرنا

ہائے "راحیل نے اس کے اگلا جملہ بولنے

لی نہ کیا اور اپنے موبائل فون۔ اس کا نمبر ملانے لگا۔

ان فون سے لگائے بائیں کرتے کرتے وہ لاؤنج میں

نورالصبح مسوئے مرن وحشی عبداللہ حسین کی

ہم اس سلسلے "بڑھ رہی تھی۔ گھنٹوں پہ دھری کتاب

ان میں کافی ناکب اور نظر نہ صفحات۔ گاڑے وہ

دی طرح اس لنگھوں کی جانہ گھری میں تھوکی ہوئی

کی۔ وہ اس کے نیازی سے بولتا اس کے سامنے والے

ہم نے ہاٹھیں پھیلا کر منور از سا ہو گیا اور ساتھ ہی

لاؤنج کے نوکر کو کلنی لانے کے لیے کہا۔ نورالصبح

نے اسے ہانپنے کی سے نہ کھا اور دوبارہ نگاہیں کتاب

کے لئے جمادیں۔

"نئی! پھر کب لے آ رہی ہو! یاد تمہارا گفت و

ہم جو۔ اصل میں احمد والے کسرت میں چھٹا ہوا

لہ۔ اس لیے تمہاری برتھ ڈے ذہن سے نکل ہی

کہ۔" وہ شرمندگی سے بولا۔

"نور! رنگ تمہارے جیسی لڑکی ہی مجھے پسند

نہ۔ لڑکیوں کو ایسا ہی ہونا چاہیے جیسی کہ تم۔"

وہ سنی طرف سے جانے کیا تھا گیا تھا اور راحیل نے

فریڈس کے۔ بل باہر سے تھے نورالصبح نے پہلو ہلا

دی تھی تھی جس کی بدولت آن وہ یہاں محدود

کلی بتائیے۔" کرم کے ٹرے سائڈ ٹیبل پہ

وجہ تھی راحیل نے رعب سے نورالصبح کو حکم دیا

نور! تم کو جانے کا اشارہ کیا۔

"نہی ہاں۔ تم سے تو نہیں کہا ہے اپنی ملازمہ سے

کہ رہا ہوں ویسے معلوم نہیں تمہارے ہاتھ کی کلنی

میں اب نصیب ہوگی۔ تمہارے ہاتھ ہیں یا کسی

ارٹسٹ کی خوبصورت تخلیق۔ آئی سوئیر تمہارے

ہاتھ کہیں نہیں دیکھے۔ مل چاہتا ہے کہ۔"

ان کے بعد اس نے ہنگی کے رنگ اور آنکھوں کی

د۔ وہ انداز میں تعریف کی جسے سن کر نورالصبح

لاں کی لو میں سرخ ہو گئیں کلنی بتاتے ہوئے وہ

دانت ہیں رہی تھی۔ خود کو ملازمہ کہے جانے سے اسے

غصہ تو بہت آیا تھا۔ کلنی کا کہ اس نے راحیل کے

آگے بچا اور کتاب اٹھا کر چلی آئی۔ راحیل نے اس کے

جاتے ہی ہنگی سے جان چھڑائی اور فون بند کر دیا۔ اب

وہ اطمینان سے کلنی کی رہا تھا۔ گھنٹ گھنٹ بیٹے

ہوئے وہ کیف و سرور کی نئی کیفیت سے گزر رہا تھا۔

لوہر وہ غصے سے ٹپ رہی تھی جتنی گلیاں اسے آتی

تھیں اس نے سب کی سب راحیل کو غائبانہ دے

ڈالیں۔ چند دلوں سے اس کے انداز بدل گئے تھے۔

اس نے نورالصبح کے صبر و ضبط کو آنانے کا گویا تیرہ

کر لیا تھا۔ یہ سب وہ طاہر اور ترمین کی غیر موجودگی میں

کر لیا تھا۔ نورالصبح کا جب سے خود ہی بریک ڈاؤن ہوا

تھا۔ اس کے بعد ہی راحیل کا رویہ بدلا تھا۔ ورنہ پہلے وہ

اتنا بدتمیز نہیں تھا۔



شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے راحیل نے

**ادارہ خواتین ڈائجسٹ کے معروف نااول**

- دل بہانہ کی بستی — عتہ مہمند — 444
- ہر چہ کہہ دے کہہ کر — نانا کھٹ — 154
- وہ جنہوں سے وہاں تھی — سیدہ — 444
- صحت نرہ ہر — جت سراج — 133
- اہل تہذیب اور تربیت — حیدرہ — 147
- خواتین کا گھر گھر کیسے بنایا — 647

**مکتبہ خوارق آفت ہیر، حوصات جہان آباد، سیالکوٹ**

**شائع ہو گئے ہیں**

**مکتبہ عمران ڈائجسٹ صریح**

- لاہور انیسویں — شہناز بیگم راجپوت
- فیصلہ ایسٹریٹ — ایسٹریٹ

**اشرف ہک ایجنسی** **مہتران میوزک ایجنسی**

بستر سے اٹھ کر کھڑکی کے شیشے سے دوسے سر کاٹے۔  
 سن کی ابوابی کرشمے میں کھس آئیں اس  
 نے دونوں باندھنا کر انہیں دروازے کے انداز میں  
 مخصوص حرکت دی چند بار ایسا کرنے کے بعد اس کی  
 ساری سستی ہوا ہوئی اس کے جی میں آیا۔ کاشف کی  
 طرف چلایا جائے اسے نئی الہم کی شاعری بھی دیکھیں  
 کہی تھی۔ سیر اور فراز بھی ادھر ہی تھے۔ کریم کو  
 چائے کا کھ کھ فریش ہونے والی دھواں میں کھس گیا  
 اور دوبارہ باہر انہی کپڑوں میں آیا وہ سیکڑے کو کپڑے  
 نکالنے کا کھ کر وہاں آ رہا تھا شکونوں سے پر شرٹ  
 کے جین وہ اضطراری انداز میں چیمیز سے چیمیز سے رک  
 گیا۔ کو بیڈرو میں ریسیور کھن سے لگائے نورالصبح  
 کھڑکی تھی راحیل کی طرف اس کی پشت تھی۔  
 وہ کیا کہتی ہے۔ اسے اپنے بارے میں خوش قسمتی  
 تھی۔ ہو سکتا ہے درپردہ وہ اس کی محبت کا دم بھرتی ہو  
 اور اس کا ذکر عاشری سے کہنے کیونکہ اس کے سامنے  
 پہلی بار عاشری کا فون آیا تھا۔

”ہو کیسے ہیں؟“ اسی ٹھیک ہیں اور تم کیسی ہو؟“  
 ایک سال میں بے قراری سے کہتی چلی گئی۔ ”عاشری  
 یہاں اس کمرے کے دو دیوار میں گھٹ کر مرچوں کی ہم  
 سب کو بیٹاؤ۔ میں بے قصور ہوں۔ تم تو گواہ ہو کہ میں  
 اس کی محل تک نہیں رکھنا چاہتی اپنے لائف پارٹنر  
 کے طور پر میں ایسے کسی شخص کا تصور تک نہیں  
 کر سکتی۔ یہ سراسر ظلم ہے۔ کرے کوئی بھرے کوئی  
 ۔“

اپنے بارے میں نورالصبح کے تبصرے نے اس کی  
 خوش قسمتی کو ختم کر دیا۔ جانے کیوں اسے دکھ سا ہوا۔ ہم  
 جنہیں دل و جان سے چاہتے ہیں۔ ان کی معمولی سی  
 نفرت بھی برداشت نہیں ہوتی اور کہیں سر سے ہر  
 تلم نفرت کے زہر میں ڈبل لڑکی جو قدم قدم پہ اس کی  
 توجہ نہ ہیکر رہی تھی۔

”نہیں۔ نہ اس۔ نہ میرا کوئی تعلق۔“ محض کاغذ کے  
 پر لکھی ہوئی بات تھی۔ وہ لکھی تھی انہی باتیں  
 کہ اس نے لکھی تھیں۔ وہ لکھی تھیں۔ وہ لکھی تھیں۔

ہیں۔ آئی سہیہ اگر مجھے اس کھیا شخص سے نہ ملے  
 لی تو میں مر جاؤں گی۔ راحیل کو موکھنا سوانگی کی توجہ  
 ہے۔ ایسے عورتوں جیسے میں نے دالے موکے ساتھ  
 میں نہیں رہ سکتی۔“

نورالصبح کی بہت ادھر وہی رہ گئی راحیل اس کے  
 آخری جملے۔ ضبط نہ کر سکا تھا۔ اس کے اندر ایک  
 بڑا دل آتش فشاں لاوا اگلنے لگے تھے اور خون  
 کپشٹیوں میں کھو کر رہ گئے تھے۔ ایسی شرماک  
 تو جین کا اس نے اس پاشت بھر ڈیڑھ چھٹانک کی لڑکی  
 سے تصور نہ کیا تھا۔ اس کے اندر کا اپنا پسند موکھ  
 چوٹ پر تھلا اٹھا تھا۔ اس کا رد عمل بہت شدید تھا۔  
 پوری قوت سے اس نے نورالصبح سے ریسیور لے کر  
 کھیل۔ پچاس اچانک الٹ پر وہ لڑکھائی اگر میں کا  
 نہ تمام تھی تو زمین بوس ہو چکی ہوتی۔ راحیل نے  
 سے اس کے دونوں باندھ پکڑ کر اپنے مقابل کھڑا کر لیا۔  
 ”آخر تم خود کو سمجھتی کیا ہو۔ میں تمہیں چھوٹا  
 کا نہیں۔ اس کمرے میں زندہ دفن بھی کر دیا تو تو کوئی  
 بوجھنے کی جرات نہیں کرے گی۔“ اس نے سختی سے  
 ہاتھ نورالصبح کے شانے میں جیسے گاڑے ہوئے تھے۔  
 ”آج بتا کر رہوں گا کہ کسی موکھ سوانگی کو لکارتے  
 کی کیا سزا ہے۔“

راحیل نے ایک ہاتھ سے اس کا منہ دھکا اور  
 دوسرے ہاتھ سے اسے کھینچتے ہوئے زبردستی اپنے کمرے  
 میں لے آیا۔ دیوار کے ساتھ کھڑکی نورالصبح کے  
 حواس میں نہیں تھی۔ اسی کش کش میں اس کی  
 دھن پڑی کر گیا تھا۔ اس ناگہانی پہ وہ بری طرح  
 چٹائی تھی۔ اور اب تو اس کی کیفیت کا تو بدن میں  
 نہیں دلی تھی۔ وہ انداز پلٹ کر کے وہ اس کی طرف  
 مڑا تو نورالصبح نے آنکھوں پہ دونوں ہاتھ رکھ لیے۔  
 اس کی توجہ کو بیا مطلق ہی میں گھٹ کر رہ گئی۔ اپنی موکھ  
 اسے قریب آئی محسوس ہو رہی تھی۔

”تمہیں ضرور معلوم ہونا چاہیے موکھ کا کیا ہے۔“  
 تمہاری ساری غلط فہمیاں دور کر دیاں گی۔“ راحیل نے  
 سختی سے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر آنکھوں سے ہٹائے۔

اس کی کھڑکی میں کھی نازک سی چوڑیاں راحیل کے  
 ہاتھ ہاتھوں میں ٹوٹ گئیں۔ چند منٹ کے نورالصبح  
 کے پیچھے کھڑکی وہ اپنی سسکی نہ روک سکی تھی۔ سسکی  
 اور جوری ہی رہ گئی راحیل نے بے رحمی سے اپنا ہاتھ  
 اس کے منہ پر لوٹ کے مضبوط دھککن کی طرح  
 دھکا دیا۔

نورالصبح کا دل سینے میں پھڑپھڑا کر رہ گیا۔ یہ اس کے  
 ساتھ کیا ہوئے بارہا تھا۔ کاش اس سے پہلے ہی موت  
 لیا ہوتی۔ بے یار و مددگار چڑیا کی طرح نظر آرہی تھی جو  
 بے خبری میں جل میں پکس تھی ہوا اس کا چہرہ خطرناک  
 ہنسنا پڑا گیا۔

”بہت تم مجھ سے دور بھاگتی رہی ہو۔ میری قوت  
 لہجے لیے کراہیت آجیو ہے۔ آج اپنی نفرت کا  
 مظاہرہ نہیں کر سکو گی۔“ وہ سفاک لہجے میں بولتا اس  
 کے فراز کی ساری راہیں مسدود کر گیا۔

”نہیں۔ نہیں۔“ نورالصبح کی سرگوشی چیخ میں  
 اٹھ گئی۔  
 ”راہیل کے باندھوں نے اسے اپنی فولادی  
 گرفت میں جکڑ لیا۔“

”تم نے میرے اندر کے اپنا پسند مرد کو چیمیز کر اچھا  
 نہیں لیا ہے۔“ وہ اسی طرح مخاطب ہوا۔ نورالصبح نے  
 اس کی گرفت سے آزاد ہونے کے لیے بھرپور کوشش  
 کی۔ اپنی جمونک میں سیدھا اس کا سر پوری قوت سے  
 دھار سے جا کھرایا۔ اس کی آنکھوں کے آگے تارے  
 تے پھٹ گئے۔ پھر دھند کی چادر سی تن گئی۔ اس کا سر  
 بے جان انداز میں راحیل کے شانے پر گر گیا۔ تب  
 اس نے دیکھا وائٹ ڈشپر شدہ دیوار پہ سرخ دھبہ سا  
 نورالصبح کے سر کے پچھلے حصے سے خون تیزی  
 سے کھل رہا تھا۔ راحیل اپنا غصہ دھنسا دھنسا کر بھول گیا۔  
 اس نے اپنے لٹا کے وہ جلدی سے جینڈج کا سامان لایا۔ وہ  
 بے ہوش پڑی ہوئی تھی چہرے پہ خوف گھرا ہوا تھا۔

”راحیل صاحب اگر ڈیڈی نے اسے اس محل میں  
 دیکھ لیا تو خیر نہیں ہے۔“ اس کا زخم صاف کرتے  
 رہے وہ بیٹایا۔ دل میں وہ پریشان تھا۔ اس کی جینڈج

کر کے راحیل نے سب سے پہلے اسے اس کے  
 کمرے میں چھوڑا پھر خون ٹکڑیہ گور اور کھینکے کاغذ  
 بدلوایا۔ ظاہر ہے کہ ملازم اندھے تو نہیں تھے۔ وہ دیکھ  
 سکتے کریم کمرے کمرے کمرے کمرے کمرے کمرے کمرے کمرے  
 صاحب کی عورت سے بھی واقف تھے۔ ملازم تھے وہ لایا  
 کر سکتے تھے راحیل آئے والے وقت کے لیے خود کو  
 تیار کر رہا تھا۔ ملازموں کو اس نے سختی سے ڈھک بند  
 رکھے کو کھلا اور خود کو اس سارے واقعہ سے لاشعق  
 ظاہر کرنے کے لیے وہ کاشف کی طرف چلا گیا۔ اس کی  
 واپسی رات گیا۔ بجے کے بعد ہوئی سارے گھر کی  
 لائٹس تن تھیں۔ اس کے دل میں انجانے سے  
 خدشے بیدار ہوئے۔ لگے سب سے پہلے اس کا سامنا  
 نجر سے ہوا۔ جلتے سے پہلے اس نے نجر سے ڈاکٹر  
 لودھی کو فون کر دیا تھا۔ اس لیے قدرے مطمئن سا  
 تھا۔

”ڈیڈی کہاں ہیں؟“ اس نے پوچھا انداز میں  
 دریافت کیا۔ نجر دھند میں لودھیں ملاتے ملاتے رک  
 گئی۔

”بڑے صاحب اور بیگم صاحب چھوٹی بی بی کے  
 کمرے میں ہیں۔ ابھی ابھی ہسپتال سے کھلے کر  
 آئے ہیں۔“ نجر نے بتایا۔

راحیل وہیں سے پلٹ کر نورالصبح کے کمرے کی  
 طرف بڑھ گیا۔ اسے اپنے دل پہ بوجھ سادھا محسوس  
 ہو رہا تھا۔ وہ دروازے کو دھیرے سے کھولا اندر داخل  
 ہوا سامنے ترمین چیمیز ہوئی تھیں۔

”کہاں تھے تم؟ کبھی کمرے میں بھی گیا کرو۔“  
 ترمین نے غصے سے کہہ دیا۔ نورالصبح کی آنکھوں میں  
 اسے دیکھتے ہی وحشت نفرت تپنے لگی تھی۔

”میں سوٹ نیچر کا مالک ہوں کسی کو تکلیف میں  
 نہیں دیکھ سکتا۔ ہو سکتا ہے بعض لوگوں کو میری  
 کمر میں موکھ کی پسند نہ ہو۔ اسے انہیں کیا ہوا  
 ہے؟“

بولتے بولتے وہ اس کی طرف پلٹا اس کی ادھاری و  
 حیرت اتنی فطری تھی کہ کسی کو ذرا بھی بدلتا کا گھٹن نہ



بول راجیل نے آنکھوں آنکھوں میں تنبیہ کی۔  
 نورالصبح نے آنکھیں بند کر لیں۔ جیسے اس کی صورت  
 نہ دکھانا چاہتی ہو۔

”مگر یہ رہو تو ہاتھ چلے۔ یہ ہاتھ دھوم میں گر گئی  
 تھی۔ فجر نے ہدایت ڈاکٹر لودھی کو فون کر دیا تھا۔ شکر  
 ہے کہ میں بھی سینک سے ہدایت گھر آئی۔ طاہر کو  
 بھی بلوالیا ہم نور کو ہسپتال لے گئے تھے۔ ڈر تھا کہ  
 دلغ کے اندر دلی سے کو نقصان نہ پہنچا ہو مگر کبھی  
 میں ایسی کوئی بات نہیں آئی ہے۔ ہم ابھی ابھی گھر  
 آئے ہیں۔ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ چند دن احتیاط کرنے کی  
 ضرورت ہے شکر ہے بلینڈنگ زیادہ نہیں ہوئی۔“  
 تین دیر سے دیر سے بتاتے لگیں۔

”اب کیسی طبیعت ہے؟“

راجیل اس کے بستر کے قریب چیر تھیں کرچہ  
 کی۔ وہ بچی آنکھیں بند سے پڑی رہی نور اس کے  
 تجاہل عارفانہ پہ سکتی رہی۔ ”بچوٹ سے زیادہ خوف کا  
 اثر ہے ڈاکٹر لودھی بتاتے تھے۔“ اس کے بجائے  
 تین نے کہا اور نورالصبح کے پاس بیٹھ گئیں۔ اس  
 تمام عرصے میں طاہر بالکل چپ رہا۔

”لو بیٹا! روہ لہ لو۔“ تین نے ادا تین ملا روہ  
 زبردستی اسے بلانا چاہا تو وہ نئی میں سر ہانے لگی۔ وہ  
 اس کے سر ہو گئیں تاہم اسے روہ حلق سے اتارنا  
 پڑا۔

”آپ دیکھیں تو نہیں لیں کر دی ہیں۔“ اس نے  
 نرمی سے بوجھل اس نے گھونٹ بدل لی۔  
 ”سنبھل کر دیکھ بھل کر قدم اٹھانا چاہیے اور نہ  
 بندہ بونہی پھسلتا ہے۔“

اس نے نورالصبح کو ساگایا۔ روہ میں خند کی گولی  
 بھی تھی۔ وہ لکھوں میں بے خبر ہو گئی۔ ”آپ میں طاہر  
 چلو راجیل اتن بھی اپنے بندہ دھوم میں۔ انہوں نے لائٹ  
 آف کر دی۔ بیوی کرے سے نکل آئے۔“

تیسرے روز راجیل اپنے گروپ کے ساتھ شو  
 کے سلسلے میں حمہ عرب ادارات چلا گیا۔ نورالصبح کو  
 شروع شروع میں اس کے پرفنسب انداز کا

تصور کر کے خند ہی نہ آتی تھی۔ اس کا جننی دھوم  
 انداز اور کر کے اس کا دل دھڑکنے لگا۔  
 ولی چوٹ کا اسے خاص انہوں نے تھا کیونکہ اسی  
 نے اسے بچایا تھا۔

\*\*\*

فارہ صدیقی ایک کھاتے پر خوشحال گھرانے  
 تعلق رکھتی تھیں۔ جن ان کے دور پر سے  
 تھے۔ ان کی دلچسپی محسوس کرتے ہوئے ان کے  
 لئے انہیں شادی کے بندھن میں جکڑ دیا۔ نانک  
 فارہ کے خواب جن کے دوسرے کے گھر میں  
 لوٹ گئے جن کا چھوٹا سا بزنس تھا۔ وہ اسی  
 مطمئن تھے مگر ان کی محدود آمدنی میں فارہ کے  
 خواب پورے ہونے ناممکن تھے ملائکہ فارہ کے  
 نے کئی بار جن پر دباؤ ڈالا کہ ان کے بزنس میں  
 بنا تھیں مگر جن کی انا کو یہ سب گوارا نہ تھا بلکہ  
 پوری کرنے کے لیے وہ مزے سے سکے والوں  
 سامنے ہاتھ پھیلاتیں ”اسی دوران ان کے گھر  
 سنی نورالصبح نے جنم لیا۔ بچوں کے اصل نام  
 اور تھے یہ تو فارہ تھیں جو اپنے امیرانہ منزل کو  
 دینے کے لیے انہیں ایسے ناموں سے پکاری تھیں

نورالصبح کا نام پڑے چلو سے اس کی دادی ادا تین  
 تھا فارہ نے اس کے نام کو بھی دگانے کی کوشش  
 مگر جن آڑے آئے۔ انہیں اپنی ماں کی طرف  
 گوارا نہ تھی۔ ولی نور سنی مرزاں میں رہ گئے

جب کہ نورالصبح ہو سو باب کی عداوت کا پرتو تھی  
 قاعدت ”دھیان پن“ ابدال پسند مرزاں اور وقار  
 منجید کی۔ فارہ نے اس کے پیدا ہونے کے بعد  
 اس کی طرف سے لاپرواہی برلی تھی وہ طبیعتاً  
 فطرت کی مالک تھیں۔ کیونکہ جن کی والدہ سے اس  
 ہم رہنے کی غلطی ہو گئی تھی۔ وہ اس کی طرف  
 توجہ نہ دیتی تھیں۔ یوں وہ دادی کی آغوش میں  
 بارہ سال تک اس نے ان کے پر محبت و پر حرارت  
 کے سامنے تلے زندگی گزار دی۔ انہوں نے ساتھ

نورالصبح کو بھری دنیا میں اکیلے ہونے کا احساس ہوا  
 اولی اور سنی بھی اسے خاص لٹ نہیں کراتے تھے۔  
 ہاں بہت بھڑکاو تھے مگر کھانا پسند نہ آتا تھا کسی کی  
 کے برتن توڑ دیتے تھے اور بھی شہ دیتیں۔ سسولتوں  
 کے خد ان نور آئیڈیل ازم نے انہیں چڑھ چڑھ بیزار  
 ملکہ انم طرف اور لذت رست عورت بلوایا تھا۔  
 جن کے نہیں پڑے بھائی شراکت کی بنیاد پر فیکٹری لگا  
 رہت تھے۔ حکومت سے بھی قرضہ لیا گیا۔ جن سے  
 گناہ وہ بھی انویسٹمنٹ کریں تو منافع میں پچیس فی  
 صد کے حق دار ہوں گے ”فارہ کے مجبور کرنے پر  
 انہوں نے بیع چاہا جنہوں کے حوالے کر دیا اور خود  
 ملنے ہو کر بیٹھ گئے۔ جنک آکر انہوں نے باب کرلی مگر  
 لینڈی نے جب منافع بنا شروع کر دیا تو بابہ بھوڑی  
 نور لینڈی جانا شروع کر دیا۔ پانچ چوبیس کے بعد ان کی  
 لینڈی میں بنی مصنوعات کی دھوم تھی۔ جن احمد کے  
 گھر خوشحالی آنے لگی پڑے بھائی سفیان نے اپنے  
 فنانس سے ایک اور فیکٹری لگائی۔ ان کا شمار اب دولت  
 مند افراد میں ہونے لگا تھا۔ چاروں بھائیوں نے شہر کے  
 پوسٹ ملائے میں کو لیاں اور بٹلے خریدے اور وہیں  
 رہنا شروع ہو گئے۔

نیسل کا نصف اشاکل ہی بدل گیا۔ شلوار قمیص  
 کی بجائے قمیص میں سوٹ نور ”مخلی لہاس“ نے لے لی  
 لایاں بھی اس روز میں پیچھے نہیں رہیں۔ ”مخلی  
 پندہ“ سے غر سے زیب تن کرتیں کا فونٹ زندہ لہجے میں  
 نہ بکا بکا ذکر انگشت ہوتیں۔

ولی کا اخیر سفیان احمد کے بزنس پارٹنر کے بیٹے  
 رف سے چل رہا تھا سنی مدی میں انو الو تھا۔ اس کے  
 دیکھتے تھے۔ بھی ایسی ہی اخلاقی ہے راہ دہی کا شمار  
 نے وقت نے جن احمد کو بھی بدل دیا تھا۔ فارہ کے  
 اندہ ”یار زندگی“ نے ان کے اصول و نظریات کو مات  
 دی تھی۔ انہوں نے فکرت تسلیم کر لی تھی۔ مگر  
 نور ادا تین فارہ کی حکمرانی تھی صرف نورالصبح ایک  
 ایسی ہستی تھی جو نہیں بدل گئی۔ صبا اور دھنک تو اس  
 کے منہ پر استبداد تھی جس کو نہ وہ لاپتہ

سر رہتی تھی۔ کلب پارٹیز میں نہیں جاتی تھی۔ حیرت  
 کی بات یہ تھی کہ اس کا کسی سے چکر نہیں چل رہا تھا۔  
 سارا بر ملا تھی۔

”تم تو ہمارے خاندان کی گنتی ہی نہیں ہو۔ ساری  
 عداوت نسل نکال دلی ہیں۔“

فارہ بھی اس سے چڑی تھیں صبا دھنک ”دو میرو  
 کی مثل دیتیں کہ کیسے کیسے امیر لڑکوں سے دوستی کی  
 ہوئی تہہ گھر میں صرف ایک عاشری ایسی ہستی تھی جو  
 جن احمد کے بعد نورالصبح کے قریب تھی۔ عاشری فارہ  
 کے بھائی کی بیٹی تھی ”جبہ“ چار سال کی تھی تو اس کی  
 امی کا انتقال ہو گیا تھا کچھ عرصہ بعد باپ دوسری شادی  
 کر کے فرانس بلایا ”عاشری کو پاکستان چھوڑ کر کیونکہ اس  
 کی دوسری بیوی کو کم سن عاشری کا وجود گوارا نہیں تھا۔  
 فارہ اسے اپنے ساتھ لے آئیں ”عاشری نورالصبح سے  
 دھلی برس پڑی تھی۔ تقریباً ”ڈولی کی ہم عمر مگر نورالصبح  
 اسے بہت پسند کرلی تھی۔ دونوں میں آپ جنت کا  
 ٹکٹف نہیں تھا عاشری کی مستی ہو چکی تھی اس کا سیکرتر  
 ایئر فورس میں گروپ کیپٹن تھا اور ایک کورس کے  
 سلسلے میں ”سیلیم“ کیا ہوا تھا اسی سل عاشری کے تعلیم  
 سے فراغت پانے کے بعد دونوں کی شادی متوقع تھی۔

فارہ نے نورالصبح پر دباؤ چھانا شروع کر دیا۔ وہ  
 اسے بلور کرانا چاہتی تھیں کہ اس کی کوئی بھی حیثیت  
 نہیں ہے۔ وہ اپنی من مانی نہیں کر سکتی۔ شروع سے  
 ہی وہ ان کے عداوت کا نشانہ بنتی تکی تھی وہ ان سے  
 مرعوب و خوفزدہ رہتی تھی۔ سر اٹھا کر بات نہ کر پاتی  
 ڈولی اور رضا کی چٹ مستی اور مستی کے بعد بیٹا ہوا  
 وہ دونوں انگلیتہ چنے گئے۔ ان کی شادی کے بعد فارہ  
 نورالصبح کی طرف سے فکر مند ہو گئیں۔ ڈولی جب  
 اولول میں تھی تو اس کے بھٹے آنے شروع ہو گئے  
 تھے۔ نورالصبح بھڑا امیر میں تھی۔ اس کا ابھی تک ایک  
 رشتہ بھی نہ آیا تھا خاندان کے بھی کسی لڑکے نے  
 نورالصبح کو نہیں پوچھا تھا۔ ان کے حلقہ احباب میں  
 محدود تمام لوگ ”پینہ“ چھے نورالصبح کا مذاق اڑاتے  
 خاص طور پر نور جوان لڑکے لڑکیاں کوئی بھی اس پر مائل

نہ ہوا تھا کہ وہ صورت تھی، چہل تھی،  
 بد اخلاق تھی، وہ اپنی تمام گزرتے سے زیادہ دلکش اور  
 خوب صورت تھی۔ مگر اسے اپنے حسن کو نمایاں کرنے کا  
 کوئی شوق نہ تھا، وہ لوگوں میں زیادہ چلتی تھی ہی نہیں  
 تھی۔ ان کی کلاس کے لڑکے اپنی آنیدیل میں جو  
 خوبیاں دیکھنا چاہتے تھے وہ نورالصبح میں پلید تھیں۔  
 اس کا زبان تو ابھی تک دس مرلے کے مکان والے  
 کنبھوں میں پھنسا ہوا تھا، دولت آتی ہی سب نے وہ  
 رنگ بدلتے تھے کہ نورالصبح حیران تھی۔ ایک سو ہی تھی  
 جس نے تو بلی کے اس سیل رواں میں اپنی ایک انگ  
 شائستہ برقرار رکھی تھی۔ اس کے اندر اب بھی وہی  
 میانہ روی اور اعتدال تھا۔ اس نے کبھی زیادہ جیب  
 خرمی کا مطالبہ نہ کیا نہ کبھی اوٹ پٹا تک فرمائش کی۔  
 فاریہ کو حسرت تھی کہ وہ بھی بڑی کی طرح بھاری جیب  
 خرمی ملتے ٹپٹک کے لیے ان کے ساتھ دوئی جانے  
 کی ضد کرنے پر ہی چلتے دقت میک اب کے  
 لوازمات لائے کی فرمائش کرے، سارا کی منگنی پہ شر  
 کے سب سے منگے بوتھک سے سوٹ لینے کی ضد  
 کرے۔ سزا اکل کے ہونمار بیٹے سے چکر ہی  
 چلا لے انہوں نے اب خود نورالصبح پہ توجہ دینی  
 شروع کر دی، مگر اس کے سلسلے میں بھی غلام بن بھر  
 میں سر خود ہو سکیں، فیر محسوس انداز میں وہ اس پہ اپنی  
 گرفت مضبوط کر لی چلی گئیں۔ نورالصبح کے ساتھ  
 ان کا تعلق ایک محبت کرنے والی ماں کے بجائے  
 آمرانہ تھا۔ وہ ویسے بھی فاریہ سے خوفزدہ رہتی تھی۔  
 یوں بھی اب ملامت گھر پہ فاریہ ہی کی حکمرانی تھی۔ جن  
 احمق کا وہ نہ ہونے کے برابر تھا، کیونکہ وہ کوسو کے تیل  
 کی طرح اپنے سہائے کو ضرب دینے میں لگے رہتے  
 تھے۔



"پرسوں بی بی میں 'میوزک اسٹریٹ' کا کنسرٹ  
 ہو رہا ہے آئی کہہ دیں جس جیسے ضرور جانا ہے۔"  
 عاشی نے گنگناہٹ سے کہا ہے کہ۔

"میں نہیں جاؤں گی مجھے شوق نہیں ہے میوزک  
 کنسرٹ دیکھنے کا۔" اس نے صاف انکار کر دیا۔  
 "پتا ہے یہ کنسرٹ ہمیں سروس بھلی دکھائے  
 ہیں۔"  
 کون سروس؟ نورالصبح نے حیرانی سے پوچھا۔  
 "وہی سروس جو دھنک کے ماسوں میں اور فاریہ  
 سے ایپل اے کی ڈگری لے کر آئے ہیں۔ وہ ہم  
 کے ٹکٹ لائے ہیں۔ ہمیں ضرور جانا ہے کیونکہ  
 کا حکم تمہارے لیے خاص طور پہ ہے۔" عاشی نے  
 اسے رمان سے بتایا تو وہ ہلکی پڑی۔  
 دھنک اس کی تایا زلو تھی، سروس کچھ ہی عرصہ  
 پہلے ہر سے آیا تھا۔  
 سروس کا مستقبل بہت روشن تھا پھر ابھی تک  
 کنوارا ہی تھا۔ دو مرتبہ دعوت کے بدلے فاریہ نے  
 اسے گھر پر لے کر لیا تھا۔ خیالوں میں کئی بار وہ نورالصبح  
 سروس کی دو ٹوٹن بنو تھیں چکی تھیں بس وہ خود سروس  
 کنسرٹ پہ لے جا رہا تھا۔ فاریہ نے اسے سنہرے جوتے  
 کو صلیغ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ تب ہی تو انہوں نے  
 حکم بند کیا تھا کہ نورالصبح کو ہر محل میں سروس کے ساتھ  
 کنسرٹ پہ جانا ہے اور اسے خصوصی پہننی دینی ہے۔  
 اسے اختیار ڈالنے ہی پڑے۔  
 "تیلہا تاج راجیل کے کنسرٹ میں جا رہا ہے۔  
 کہ "دھنک اور مہاتپور میں مزے لے رہی ہیں۔  
 نورالصبح نے ہنسندیدگی سے گردن کو جھکا دیا۔  
 "پتا نہیں اس بے جگم اپھیل کو کدور بے منت  
 لڑکوں میں جیسے کیا نظر آتا ہے عورتوں والے ہیں  
 اپنا ہے یہ لڑکے مجھے زہر لگتے ہیں۔" اس نے اپنے  
 خیالات کا اظہار کیا جو وہ سری لڑکیوں کو ذرا بھر نہیں  
 اچھا لگا۔  
 "تم چلو تو سہی متاثر نہ ہو میں تو ہم بدل رہی  
 دھنک نے سراسر طریت آزمایا۔  
 جب وہ سروس کے ساتھ ہوئی پہنچیں تو وہل کھانے  
 بھرا ہوا تھا۔ عاشی اور مہا نے بمشکل جیسے تلاش  
 کیں۔ منجائش سے زیادہ لوگ تھے۔ لڑکے لڑکیاں

نے تازیوں اور سیٹیوں سے اسٹیج پہ نمودار ہوئے لوگوں  
 نا استیابی کیا۔ اس شروع عمل سے نورالصبح بڑی بیزاری  
 محسوس کر رہی تھی۔ تماشائی گلوکاروں کا ہر پور ساتھ  
 وہ رہے تھے۔ لڑکے ڈانس کر رہے تھے اور لڑکیاں  
 اپنی بیک بینچے بیٹھے ہاتھ ہلارہی تھیں۔ نورالصبح کو بہت  
 دلچسپی ہوئی ہوا اس نے لٹھڑی سانس بھرتے ہوئے نئی  
 نسل کے فٹا لٹھڑی کا جائزہ لیا جو لڑکا ٹانگ ہاتھ میں  
 پکڑے گا رہا تھا۔ نورالصبح نے اسے حیرت سے دیکھا۔  
 ٹک سلور رنگ کی جینز جس میں رنگ برنگے پکڑوں  
 کے چوکور ٹکڑے لگے ہوئے تھے اور جو ٹخنوں سے  
 ہٹتی ہوئی تھی۔ بلک ستاروں بھری شرٹ جس کے  
 ماتھے کے قدام جن کھلے ہوئے تھے جس میں سے باپ  
 ٹکڑا لڑکھ کے ہاتھ کی طرح بھرا سینہ جھانک رہا تھا۔  
 گے میں سونے کی دو مٹی مٹی پینیں بازو اس پہ کھدے  
 ہوئے نیو جو عجیب و غریب جانوروں کی شکل میں تھے۔  
 ہاتھ میں سونے کا بڑا سیلیٹ مٹھن میں ہلی اور کندھوں  
 تک آتے ہلی جینیں اہتمام سے کھلا چھوڑا گیا تھا۔  
 ہرے بے جگم دائرہ می موچیں یہ تھانی نسل کے  
 لٹھڑی گلوکار کا حلیہ۔ نورالصبح کو شدید بیزاری محسوس  
 ہوئی۔ وہ پورے ہل میں ٹانگ پکڑے چکرانا  
 رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہلی تین لڑکوں کو شاید مرکی کا  
 دھڑکا ہوا تھا۔ جلد زخمی کے املا شہکار جو بری طرح  
 ٹھک رہے تھے۔ کیا قائم نے ان ہی جوانوں کے  
 بارے میں کہا تھا کہ  
 محبت مجھے ان جوانوں سے ہے  
 ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کند  
 پروگرام ختم ہوا تو نورالصبح نے سکون کا سانس لیا۔  
 ہرے پروگرام کے دارلن وہ پلو بدلتی رہی گئی۔  
 اب جیسے کسی عذاب سے اسے چھٹکارا ملا تھا۔ ہل  
 آہستہ آہستہ خالی ہو رہا تھا۔ سروس کو اپنا ایک دوست  
 نظر آیا تو اس کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ پرستار گلوکار کو  
 کیرے کھڑے تھے وہ چاند بھی چل گئیں "اتو  
 گراف لینا ہے۔"  
 عاشی نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ ہاتھ

چھڑانے کی جلد جلد میں وہ لن کے ساتھ اسٹیج کے اوپر  
 آئی۔ سارا پہلے سے ہی وہاں موجود تھی۔ اور بڑے  
 جوش سے راجیل کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے ارد گرد اور  
 لڑکیاں بھی تھیں جن کے لیوں سے ہاتھ لٹھڑی  
 آہیں برآمد ہو رہی تھیں۔  
 "عاشی! میرا ہاتھ چھوؤ۔" مگر وہ کہاں سن رہی  
 تھی۔ اپنی دھن میں راجیل کے سامنے جا کر کی جو آتو  
 گراف لٹھڑی رہا تھا۔  
 "چھوؤ میرا ہاتھ۔ کیا جنگی پن ہے۔" نورالصبح  
 خاصی لڑکی تو اس میں پوئی تو وہ چاند متوجہ ہو گئے  
 کیونکہ بھیل چھٹن چکی تھی۔  
 "اتو گراف پلیز۔" دھنک نے پھولے پھولے  
 سانسوں سمیت اتو گراف بک راجیل کی طرف  
 پھٹائی تو وہ مسکرایا۔ ہلی تینوں نے بھی دھنک کی  
 تھک کی۔ راجیل نے اتو گراف بک سائن کر کے  
 روٹینو کی طرف پھٹائی تو نورالصبح پہ بھی گئی جو فصہ  
 ضبط کرنے کی کوشش میں سرخ ہوئی جا رہی تھی۔ مین  
 اسی وقت سارا کو شرارت سوچیں۔ اس نے لپک کر نور  
 کا ہاتھ پکڑا اور راجیل کے سامنے کر دیا۔  
 "اے نہیں بہت شوق ہے آپ سے اتو گراف لینے کا  
 وہ بھی ہاتھ پہ مگر شرمیلی ہیں۔ خود نہیں کہیں گی۔ تب  
 کی بڑی فین ہیں۔" راجیل نے مسکراتے ہوئے چہن  
 والا ہاتھ آگے کیا تو وہ پھٹن پڑی۔  
 "نہیں بے شوق مجھے عورتوں جیسے چلنے والے  
 مردوں سے اتو گراف لینے کا ہونہ تو مجھے تیر تو مجھے  
 بیب۔"  
 سارا تو سارا چاند بھی اس مبارک۔ ہکا بکا  
 گئے۔ جب تک راجیل ہوش میں آتا، نورالصبح  
 سروس کو تلاش کرتی باہر نکل گئی تھی اور اب کیس بھی  
 نظر نہیں آ رہی تھی۔  
 "سوال کیجئے گا محترم! آپ کو ہماری انٹلٹ  
 کرنے کا حق نہیں ہے۔" راجیل کا لہجہ تھا ہوا تھا۔  
 سخت شرمندہ ہوئیں بمشکل تمام سوالیہ ٹانگ مانگ کر  
 صورت بدل کو سنبھالنے کی کوشش کی کیونکہ راجیل

کے تیور جارحانہ تھے۔ اس کی مٹاؤشی نکلیں ہل کا  
جائزہ لے رہی تھیں۔

”سب میری وجہ سے ہوا ہے۔“ سارا نے بہت سنبھالنے کی کوشش کی اور بڑی مشکل سے اسے لٹکایا تو وہ ٹارنل ہوا مگر اس شرط پہ کہ نور الصبح بھی لڑکی انہی بد تمیزی پر خود معافی مانگے گی۔

جسم کی شادی تھی، اس تقویٰ کے سلسلے میں  
میں نکل بائٹ کا اہتمام کیا گیا تھا اور میوزک اسٹریٹ کو  
بھی مدعو کیا گیا تھا۔ نجم ان چاروں کا مشترکہ دوست  
تھا۔ کالج یونیورسٹی میں انھیں زہد تعلیم رہے۔ عملی  
زندگی میں قدم رکھتے ہی اس نے گوہر سے شادی کا  
فیصلہ کر لیا۔ جب کہ وہ چاروں میوزک کی دنیا میں اپنے  
قدم مضبوط کرنے میں مگن تھے۔ کشف کی بات اپنی  
کزن سے ملے تھی۔ سیر کی بھی مفتی ہو چکی تھی۔  
فراز بھی کیس الودھ تھا صرف ایک راحیل بچا تھا۔ نجم  
کی شادی میں انہوں نے جیسے دو ستوں والا کردار ادا  
کیا اور جوہر چھ کر چھ لیا۔ مندی کی رات نجم کے  
ہاں ہنسی چل پل تھی وہ چاروں بھی موجود تھے۔ نجم  
کی سائیاں اور دیگر لڑکیاں انہیں گھیرے بیٹھی طرح  
طرح کے سوالوں سے فوج کر رہی تھیں۔ راحیل  
بڑے اطمینان سے جواب دے رہا تھا۔ اسی بھیڑ میں  
اس کی اچھو صبا اور عاشی بری تو جانے کیسے خوشگوار سی  
حیرت ہوئی۔ وہ بھی اس کے پاس چلی آئیں۔

"محنت آگنی پوجہ رہی ہیں بار گسل رکھے ہیں؟"  
اس جلتی پھلتی تراز پر راجیل نے بے اختیار ٹرٹ  
مڑا۔ اس اکھڑ لبے کو نو لاکھوں میں بھی شناخت  
کر سکتا تھا! اپنی توہین اور توہین کرنے والی اسے بھولی  
نہیں تھی اسے تو اس کے کپڑوں کا رنگ تک یاد تھا!  
دن میں نئی، فدا کر کے سلکتا تھا وہ باقی تینوں لڑکیوں  
... لہاس انداز میں بھی منڈو تھی۔ نیٹ کے مغلیہ  
اراب اور چم ای، ادب پنہانے میں لمبوس برما سانیت کا  
... سر، اول، اول، اول، اول، اول، اول، اول، اول،

پہلوں کے گہرے سہاگے ایک لڑکی سے مصروف  
 سے انداز میں باتیں کرتے ہوئے مڑ گئی تھی۔ راحیل  
 نے اپنی محنت بے اختیار سر جھٹکا۔ اس کا کچھ غل  
 پہلو الٹا تاتا سا گھروپ اسے یاد آیا تھا۔ کچھ دیر بعد  
 وہ پھر بھاہرتی۔ اس کے ساتھ جیم کی بسن تھی۔  
 "اے نور الصبح! کھو تو میوزک اسٹریٹ والوں  
 پورا بینڈ آیا ہے۔" ایک پیاری سی لڑکی نے اسے  
 کہا۔

”میری بلا سے جو مرضی آئے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔“ وہ اٹلی بے نیازی سے جواب دے کر آگے بڑھی۔  
”جی نہیں۔ اب وہ سب طرح طعن کے جملے کس کی زبان سے نکلتے ہیں۔“

”مس یمنورس اتمور کرتی ہے خود کو۔ راحیل ہے  
لوگوں سے ملنا تو امرانہ ناچا ہے اس جیسی لڑکی نے  
لے پر یہ مکر ہے۔“

ایکسٹون کی لڑکی ہاتھ لگا کر ملی اور "اس جیسی لڑکی پہ نور و اس سب اس کی ذات کے نیچے لو جیڑ رہی تھیں۔"

دھنک کا مگھتر آسٹریلیا سے آگیا تھا۔ روم  
اور سفیان اس کی شاوی کی تیار یوں میں مکن حصہ  
قاریہ اور عاشی کے ساتھ نور الصبح بھی روز تیار کے  
جاتی۔ چھوٹے موٹے ڈھیروں کام تھے جن میں  
مائی۔ دھنک تو رنگ خراب ہو جانے کے ڈر سے  
دھوپ میں نکلتی ہی نہیں تھی۔ اس کی شاوی کی نیا  
شاہنک "عاشی" رویہ لور سارا نے کی تھی وہ تو مزے  
سے نت نئے ملک لگائے آرام کرتی اور کوئی چیز  
نے آئے۔ آرام سے رہ بجیکٹ کرتی۔ وہ تینوں  
آئی ہوئی تھیں۔

دھنک اور سارا کھان میں راحیل کو بلا لے آئیں  
کلبایا تھا اگر وہ آجاتا تو فریڈز میں وہ وہ ہوا  
اور احساس برتری کو بھی تقویت ملتی۔ راحیل نے  
جانے کسے آلے کا وعدہ کر لیا۔ لب خانہ ان بھری

ایک بڑی تھی کہ دھنک کی شلوی پہ میزک  
 لٹ والا راحیل آیا ہے۔ برقرار منس دینے سے  
 نہ۔ جذبات کرتی تھی۔ ان کے لیے اتنا بھی بہت  
 کہ وہ ان سب سے بہت خوش ہو رہی تھی۔

ہاتھ نہ تھکے جس میں جانا اور گھر۔ شکرز کو دھو کر

وہ جنگ کی شہلوں میں سر بھری لڑنے لگے۔ ان  
 بھائیوں نے جابجا جابجا بہت زبردست لائننگ کی  
 کی تھی۔ ہر آئے گئے کی نظر ضرور سراہ رہی تھی  
 کہ انہیں کا جوڑا ایک اکھ میں بنا تھا۔ رحمہ ایک  
 کہ کہ بہت تیار بنیں "واہ واہ ہو رہی تھی۔ نور الصبح  
 میں انہیں سے دلچسپی نہیں تھی۔ دھنگ کی شہلوں  
 کے لیے ملبوسات فارسی نے خود اپنی نگرانی میں تیار  
 کیے تھے۔

کہا یہ تو علم تھا اور اصبح سب سے دلکش اور  
عورت نے مجھے جلوہ سات اور سلیقے سے کیا گیا ایک  
سات نمایاں کروے گا ہو سکتا ہے کسی مل کو زکی  
اور اصبح کو اپنے بیٹے یا بھائی کے لیے پسند کر لے  
ی امیر و کبیر لڑکے کی نگاہ اس پر پڑ کر واپس آتا

وحنگ کی مندی کی رسم ہو رہی تھی جب شور مچا  
 ہوا تو انکے استعفیٰ والے آئے جس سے رسم کو  
 بدل کر رانیل کے استقبال کے لئے چلے گئے۔ اسے  
 اندر لایا گیا۔ وحنگ اور دومیڑو کی  
 ملاقات ہوئی تھی انھیں اتنا مشہور باب سنگھ بن کے گھر  
 آیا تھا جس کے گانے انتر پختل چارلس پہ چل  
 رہے تھے۔ سب اس کے گردش کی کھیلوں کی طرح  
 تھے۔ پہلی تک کہ وحنگ بھی دیر پختل اس سے بات  
 کر رہی تھی۔ وہ تقریباً آدھ گھنٹہ وہیں رہا۔ ہزاری  
 کے لئے پیرے سے ہو رہا تھا۔ اس نے تنے سے  
 اٹھ کر دلی نور الصبح کو اس نے بھی نہ کھا رہا نہ تو آگے  
 بڑھ رہا نہ واپس لوٹنے کی طرح غار ہوئی۔ اس نے  
 دلی کو ایک انجینی سے زیادہ اہمیت تھی وہی تھی  
 اس پر "حیران تھا۔ اس کے جانے کے بعد اس کی

گزینہ نور الصبح کی جانب کو آگئیں۔

"یہ راجیل کے ساتھ تھمیس اتنا فضول دینے  
انہوں نے کیا ضرورت تھی۔ یہ کیا سوچتا ہو گا۔ اتنا  
مشہور تو ہی پہلی بار ہمارے گھر آیا اور تم کہتے ہو  
اور اسلٹنگ طریقے سے پیش آئیں۔"

"ہاں اسے بڑے لوگوں میں اٹھنے بیٹھے کا سلیقہ ہی نہیں ہے۔" رو میز مہنے بھی دل کی دھڑکن اس نکلے۔

”خپری۔ تیر لہجوں کے آکے دعوئے بھی بے  
بس ہو جانی تھی ستوا بے تا اس کو آتا ہی نہیں تھا اس  
کی اسی کمزوری ہے سب غائد اٹھاتے تھے۔“

دھنگ کی رخصتی پہ راجیل پھر آیا تھا۔ اس بار اتنا ہوا کہ نور المسیح نے اسے سلام کیا، کیونکہ اس کے ساتھ نجم کی بہن نغانہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ نجم راجیل سے کہیں لگا رہا تھا، اس کی بیوی بھی ساتھ تھی۔

نورالصبح کچھ دیر وہیں بیٹھی رہی کہ نیکو دو میزوں کے  
تیروں سے ادھر بیٹھی دیکھ رہی تھی۔ نورالصبح ہلہل  
نخواستہ کی ہوئی تھی راحیل نے مجھ پر طریقے سے  
اس کا جائزہ لیا۔ کچھ ایسا تھا اس لڑکی میں کہ وہ اسے  
اہمیت دینے پر مجبور ہو گیا تھا۔ سچ مگر کے خوبصورت  
سے لباس میں نورالصبح کا کندہ سر لادک رہا تھا۔ پہلے کی  
طرح اس نے لپٹے سر پہ نکایا ہوا تھا۔ اس کے سر پہ  
سے انداز سے ہم عمر لڑکیوں والی شوخی و شرارت۔ کمر  
منقود تھی نہ شرار میں نہ چیمیز چھاڑ نہ لوا میں۔ یوں  
چپ خاموش بیٹھی وہ قدم قدم و داستانوں کا دیوہلائی کردار  
لف رہی تھی۔

"یار مجھ میں مہر مرے کا باوجود نیا تو تھا۔"

بھینر خستہ ہی اس نے سوال کیا کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ مجھ کی ہنس نغز اس کے ساتھ ساتھ ہے پھر مجھ کی شادی یہ بھی واسطہ دیکھ چکا تھا۔

”کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو ویسے انا بتاؤں کہ تم نے اس بار غلط نمبر ڈائل کیا ہے۔ یہ ایسی کسی لڑکی نہیں ہے جس سے تم اس کا احترام کرنا ہوں۔“

”کیس کوئی اور چکر تو نہیں ہے۔ اس کا جواب

ملفوظات

”تمہیں پارا“ راحیل نے جلدی سے سنبھل کر وضاحت کی۔

”خیر تم بے شک تروید کرو میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں ویسے یہ لوگ تمہارے استیغاث کے مطابق نہیں۔ نو رویتے ہیں پہرے سے بڑھ کر نور الصبح کا مزاج اپنے سب خاندان والوں سے الگ ہے۔ کبھی کسی لڑکے کو اس سے اظہار محبت کرنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ اہی نغانہ اس کی بڑی مداح ہے۔ کہتی ہے کہ لڑکیوں کو نور الصبح کی طرح مضبوط اور جلو کار ہونا چاہیے۔“

جسم نے اپنے تئیں اسے سمجھانے کی کوشش کی۔  
 اتفاق سے اس جینٹلمن نے غلام کے کلاں میں بھی ہن کی  
 کچھ باتوں کی محکمہ رہی۔

”یہ آپ کس کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں؟“

”میں دھنک کی گزین اور تمہاری دوست نور الصبح کے بارے میں میں کہہ رہا ہوں کہ وہ بڑے اچھے مرزا کی ہے۔“ مجھ بے پناہی سے ہولا۔

”مئی نہیں۔ آپ کی غلط فہمی ہے۔ نور تو اتنی اچھی نور نرم بڑھ چکی ہے۔ بات ضرور ہے کہ عام فیشن اہل لڑکیوں سے وہ بالکل مختلف ہے۔ اسی وجہ سے فاریہ آنٹی کو بھی اس سے شکایت ہے۔ فرسٹ ایئر سے میری نور سے فرق ڈشپ ہوئی۔ اب ہم تھرڈ ایئر میں آگئے ہیں۔ یعنی ہماری دوستی تیسرے سال میں داخل ہو گئی ہے اس جیسی لڑکی پورے کالج میں نہیں ہے حالانکہ اس کی پائی گرنز شو آف ہیں پر یہ ایسا نہیں ہے۔ ایک سانس میں بولتی مٹی تھی۔“

پر آپ دلوں اس کے بارے میں کہیں باتیں کر رہے ہیں۔ لوہ یاد آیا۔ دھنک نے مجھے بتایا تھا راحیل بھل گئی! پی سی میں آپ کا جو کنسرٹ ہوا تھا وہی زیور الصبح کی طرف سے کچھ بد تمیزی یا بد مزگی ہو گئی تھی۔

کنسمانہ کو یہ وقت یاد آیا توں پوچھ بیٹھی مگر راحیل نے

بیوی منگانی سے اسے مل رہی

پھر جانے کیا ہوا کہ دراصل کے خواہاں

خوبصورت تھی بس اس میں بہت سی باتیں  
 تھیں جنہی لڑکیوں سے اس کے انفرز  
 چل رہے تھے لڑکیوں میں سب میں  
 تھی اس نے راحیل کو بہت سی نہیں دی تھی  
 ایک اور عجیب سی عادت راحیل کو یہ عجیب سی  
 کہ وہ اپنے حسن کو لہا یاں نہیں کرتی تھی نہ لہا  
 یوں لگا جیسے وہ یہ سب جان کر کرتی ہے اس کی  
 شہساز لڑکیوں اپنے رنگ و روپ کو نہتے نظر

سے سامنے لاتی تھیں جو زیادہ تحسین میں  
مصنوعی کیل کاتنوں سے آراستہ ہوتیں ان سے  
نسب تن کرتیں جس سے جسمانی خوبصورتی

ہوتی ہے پر یہ کیسی لڑکی تھی جسے اپنے زبدِ عکس کا حسن کا احساس تک نہ تھا۔

ماری شاید آج تک کسی نے اسے بتایا نہیں ہے کہ کتنی دلکش اور پراسرار حسن کی مالک ہے۔

میں نے اپنے گھر پر جانس کے یہ تو لوہے کی بھیبت  
 کہ کسی نے آن تک اس سے اعلیٰ محبت  
 ہے۔ ان ہوسکی تو ملی لوہہ کھلی گلی۔ یہ راجہ کی

ہو جنوں۔ مسکراہٹ تھیل ری صلی لورین  
منصوبہ کے آئینے میں الجھا ہوا قلم

کچھ سوچ کر راحیل نے عاشری کا راپن فہرست

لے رہی ہو راضیا اور اس کے استفسار کرے۔  
عاشی کے علاوہ کوئی بھی کچھ موجود نہیں ہے۔  
لائن پر انکی خاصی حیران تھی کہ راجل جیسے  
معروف شخص نے محض واقفیت کی بنا پر خیر  
معلوم کرنے کا وقت کسے نکل لیا ہے۔ پھر  
کے لگ۔ نورالصبح اگر اتفاق سے فون رہی ہو

ایک اور سیر نورانی عاشق کو دیکھتی سہرا حیل کی بہن تمام  
 آدمیاں پہ پانی پھر گیا جو اس نے نور الصبح سے بات  
 کرنے کے سلسلے میں کی تھیں۔ لافن بہ لافن اس میں

ہاں تا شش محسوس کر رہا تھا۔  
 اسے کہ رہا تھا کہ وہ ”پکا پھل“ نہیں ہے جو ذرا  
 بات تو بیچلے۔ اس کی بیوی میں اگر کے کا پھر  
 نے خاصی کوشش کر کے دیکھ لیا کہ ایک بار ہی  
 اس سے اکیلے میں ملے۔ تلوہ ہو جائے تو آئندہ  
 نہ... بھی جائے لی جب ہر سوڑے ناگاہی ہوئی تو وہ  
 اور سنے۔ پھر ہو گیا کیونکہ اسے اندازہ ہو چکا  
 کہ یوں فکر کے ذریعے اسے حاصل نہیں

میں نے کہا۔ تھوڑی سی دل گہمی اس کے لیے بہت بڑا  
 دھماکا بنے جا رہی تھی۔ انجانے میں ہی کسی پر  
 دھماکا ہو چکا تھا۔ دل کسی لمحے بچنے کی طرح ہلکا

۱۔ اگر ایک ہی ضد کر رہا تھا۔  
۲۔ کہہ رہا ہے، بول رہا ہے جبکہ تھک گیا تو زخمین اور

تو نے ذکر کر دیا۔ ظاہر تو خوشی سے کھل چکے کہ  
 اہل و عیال کوئی ٹوٹی بھٹی تو گھر میں نہ رہے پس وہ  
 ہر روز گھر میں رہے۔

نہیں جتا ہی نہیں ان کا بیک گراؤ نہ کیا ہے۔  
نہی کیا ہے معاشرے میں ان کی کیا حیثیت

ہاں! وہ اچھی لیلیٰ کی ہے، اس کے نادر پہلے  
 نے بزنس میں تھے بعد میں ٹیکسٹی راکلی۔ اب تو  
 کئی ٹیکسٹریز ہیں، خوشحال ہیں مگر ہم سے کچھ کم

۱۰۔ ایک ہے ہمیں لڑکی سے غرض ہے۔ شادی کے  
۱۱۔ نام سے جتنی چاہئے گی۔ راحیل کو پہلے بار تو

اس کی ہند تکی ہے ہمیں یہ کونٹن چالس مس  
 کے آٹھ چاہیے۔  
 ہر نے آخر میں زمین کو قائل کر لی لیا جو یقیناً  
 اہل کی ست چوٹی تھی۔  
 زمین نے محم کی مہابتیم شانزدہ مرزا سے اس  
 فلم میں بات کی تو وہ انہیں نور الصبح کے کمرے

جانے یہ رضا مند ہو گئیں پھر ایک دن انہیں اپنی آمد کی اطلاع دے کر وہاں کے بہن بچے گئیں۔ غاریہ پر شادی مرگ کی سی کیفیت طاری ہو گئی، اتنے ہی گرامی خاندان کی عورت کا ان کے گھر کا خالی از طبع نہیں ہو سکتا تھا۔ انہوں نے تمام ملازمین کو بدایت کی اور پھر اور اب صبح کو ڈرائنگ روم میں مہمانوں کے پاس روانہ کیا وہ خصوصاً وجیہ بزم بچے میں سلام کر کے ان کے پاس بیٹھ گئی۔ ترجمین اس کی پڑھائی اور دیگر مشاغل کے بارے میں پوچھنے لگیں۔

ان کے جانے کے بعد فارسی نے فون اپنی طرف  
کھسکا یا لور رحمہ بھابھی کا نمبر داخل کیا۔ اس بار جانے  
کیوں انہیں یقین سا ہونے لگا تھا کہ دورہ کو ہر اک  
پہنچوڑس کی۔

”پھر کیسی مگلی آپ کو؟“ راحیل بڑے اشتیاق

سے پوچھ رہا تھا۔  
 ”آجھی ہے پر اس کی اور تساری سلاوت میں بہت  
 فرق ہے کیونکہ وہ اپنے اصولوں میں بہت سخت اور  
 روایت پسند ہے۔“ انہوں نے ایک کمری بنگہ راہیل  
 بر ذلتی جس کا چوڑے دے بے جوش سے سرخ ہوا جا رہا  
 تھا۔

"میرے لیے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مجھے پتا ہے کہ وہ مت کتنا نوبہ ہے۔"

راجیل کا اطمینان نہیں ہو سکا۔ انہوں نے اسے  
 کہہ دیا کہ جتنا پہلا پر اس نے لاؤ سے بازو میں کے گلے میں  
 ڈال دیے۔

”علیٰ و ابیہ! یہ مجھے پسند ہے اور بس یہی اس پر رشتہ ہے۔“ وہ دل میں کچھ سوچ رہی تھیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ نور الصبح انہیں اچھی لگی تھی۔ گھر بھی ٹھیک تھا، قادیانہ نے مسانداری بھی اپنے طریقے سے نبھائی تھی مگر کوئی بات انہیں اندر ہی اندر پریشان کر رہی تھی۔ لیکن کارلہ تھا کہ اگلی بار وہ رشتے کی بات کریں گی۔ پہلی بار انہیں یہ مناسب نہ لگا تھا پھر ظاہر



بھی ساتھ نہ تھے۔  
 "ہاں ہے راحیل کی مائیکہں لگی تھیں؟"  
 رات جب وہ سونے کی تیاری کر رہی تھی تو عاشری  
 نے اس سے سوال کیا۔ وہ بیڈ شیٹ ٹھیک کر رہی  
 تھی اس کی بات پر زیادہ دھیان نہیں دیا تو عاشری کو غصہ  
 آگیا۔ "مجھے تو دل میں کھانا لگ رہا ہے۔"  
 "دل میں کھانا تو کئے گا ہی نہیں وہ تمہارے چکر  
 میں تو نہیں ہے۔" اس کی بات فوراً طلب تھی۔ عاشری  
 گھبراہٹ میں "پر فوراً" منگوائی ہو گئی۔  
 "میں نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ میں شاہد کے ساتھ  
 لنگر بند ہوں پھر میرے ساتھ راحیل کا وہ یہ ایسا نہیں  
 ہے کہ گئے وہ مجھے پسند کرنے لگا ہے۔ البتہ تمہاری  
 طرف کے حالات ذرا اگڑ بڑ ہیں۔"  
 عاشری نے کہا تو نور الصبح نے ناگواری سے اس کی  
 طرف نہ کھلا۔ "ہو نہ فضول بات نہ کہو میں نے کبھی  
 سلام دعا سے زیادہ بات نہیں کی۔ تم ہی لوگ اس کے  
 آگے بچھ رہی تھیں مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں  
 ہے۔ تم ہی سب بھینڈی آہیں بھر رہی تھیں۔"  
 غامضی خالک رہی تھی۔  
 "تو ہے تم سے لب اسے ایسا تو مت کہو۔ اگر  
 علیہ سنوار لے تو اداوار دے قہر سے تو راحیل پیش  
 در باکسرا لے تھلیٹ لگتا ہے اور ایسے لڑکوں پر لڑکیاں  
 آج کل زیادہ ہی مر رہی ہیں۔"  
 عاشری سے رہا نہیں گیا تو بول پڑی۔  
 نور الصبح نے ہاتھ میں پکڑا لکھیا اسے سنا۔ "وہ  
 باکسرا لگے یا تھلیٹ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں  
 ہے، تم ہی سو اس پر۔" اس نے چادر منہ پر تان کر  
 بحث سمیٹنے کا گویا حتی اعلان کیا۔

❖ ❖ ❖

ترجمین نور طاہر نے راحیل کے لیے نور الصبح کا  
 رشتہ طلب کیا تو قاریہ تو قاریہ، جن بھی جہان نہ گئے۔  
 لیکن جن کو راحیل بالکل بھی اچھا نہیں لگا۔ پہلی  
 ملاقات میں انہیں اکھڑا لور بد تمیز لگا۔ قاریہ نے رسی

طور پر غور کرنے کی صلت مانگی مگر جن نے  
 جانے کے بعد کہہ دیا کہ وہ نور الصبح کا رشتہ طلب  
 کریں گے۔  
 "میں تمہیں بتا رہی ہوں کہ وہ لوگ اگلے  
 کو منگوائی کی رسم کرنے آئیں گے۔" قاریہ نے  
 گھورتے ہوئے اظہار کیا۔  
 "تمہارا دل تو نہیں چل گیا۔ میری مرضی  
 ایسا نہیں ہو سکتا۔"  
 "دل تو تمہارا چل گیا ہے۔ اتنے دنوں  
 خانہ جن سے اتنے مشہور لڑکے کا رشتہ کیا ہے  
 کبھی خواب میں بھی ایسے رشتے کا تصور  
 ہو گا۔"  
 قاریہ کی تواضع سے بلند تر ہو رہی تھی۔  
 کی جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ نور الصبح کے  
 دوا نہ سے لے لگی کلب رہی تھی۔ جن کف  
 چلے گئے۔ جیت بیٹھ لگی طرح قاریہ کی ہوئی  
 آخر دم تک جن انہیں قائل کرنے کی کوشش  
 کرتے رہے۔  
 "نور راحیل جیسے لڑکے کو پسند کریں نہیں  
 ان کی ہماری کلاس الگ ہے مزاج مختلف ہیں  
 دانداز طرز زندگی جدا ہیں۔ بہداشت میں جن  
 نہیں کر سکتے۔ نور وہاں خوش نہیں رہے گی۔  
 لوگ کسی کے ساتھ زیادہ عرصہ قلع نہیں رہتے  
 اس چکا چوند میں ہماری بیٹی اسے کب تک ٹھہرائے  
 گی۔"  
 وہ آہستہ آہستہ بول رہے تھے۔ راحیل  
 کربہ ان کی طبیعت کتہہ ہو گئی تھی۔  
 "تم سدا کے ناشکرے ہو۔" قاریہ نے  
 کے طور پر کلب جن کے کندھے پر کچھ اور بھی  
 گئے اس عورت سے جیتنا ناممکن تھا۔

❖ ❖ ❖

راحیل کے شاہدار سے گھر کے مقابلے میں  
 اپنا گھر کسی سالک رہا تھا جن کا شمار جن

ہوتا تھا جو بیٹ ہی کتڑی کا شکار رہتی ہیں۔ وہاں سے آکر وہ لور بھی مرعوب ہو گئی تھیں۔ ان کا دل تھا کہ مٹکئی کی تقریب کسی قایو اشار ہو مل میں کریں گی تاکہ طاہر لور ترمین کے حلقہ اجلب میں اپنے سس اپنی کتڑی کا بھرم نوٹنے پائے۔ سو سارے کام ان کے ارادوں کے میں مطابق سرانجام پائے۔

مٹکئی کی تقریب میں اس کی تمام گزنی مٹککو کا محور اس وقت وہی تھی۔ راحیل بہت خوش لگ رہا تھا۔ من پسند لڑکی اتنی آسانی سے مل جائے گا اس نے تصور بھی نہیں کیا تھا کہ وہاں احمد کا وہ یہ دیکھ کر اسے ہرگز یقین نہیں تھا کہ وہ یہ پروپونل قبول کر لیں گے۔ مل میں تو اسے حکم احمد کے تیار دیکھ کر غصہ آیا تھا۔

اسے کیا خبر اس دنیا میں حکم جیسو ضلع دار لور خود دار شریف انفس لوگ بھی ہیں جن کے نزدیک دولت کی اہمیت ہاتھ کے میل کی طرح ہوتی ہے۔ تو قادیہ کی لاپٹی اظہرت تھی جس کے ہاتھوں وہ کھلو تانین گئے تھے لور دولت کملنے کی دھن میں اپنا آپ فراموش کر گئے تھے۔ ایسا تو انہوں نے نہیں چاہا تھا۔ لور اصبح لور راحیل کی مٹکئی پر بھی وہ خوش نہیں تھے۔ راحیل کے دوستوں نے اسے خلوص دل سے مبارکباد دی وہ بے فکرے کھلندے لور جون اس کے اس ایڈو پیچ خوش تھے۔ لور اصبح کو بھی اس کی کوئی نئی مسم جوئی خیال کر رہے تھے۔ قادیہ کا سر لوٹا ہوا جا رہا تھا۔ انہوں نے رحمہ کو شکست دے ہی ڈالی تھی۔ ان خوش ہاش بے فکرے لوگوں کے درمیان تین بندے ایسے بھی تھے جو اندر ہی اندر اپنی شکست کا نام کر رہے تھے۔ رحمہ لور لور اصبح تھے۔



مٹکئی کے بعد راحیل کا کنسرٹ پہلی بار آرٹس کونسل میں ہوا تھا۔ اس نے قادیہ سے کہا کہ وہ لور اصبح کو اپنے ہمراہ لے جانا چاہتا ہے۔ تو خوشی خوشی راحیل ہو گئیں۔ 'جسٹ نور اصبح کو بھی تیار ہونے کو کہہ عاشری کا مل بھی چاہ رہا تھا۔ وہ جھٹ پٹ تیار

ہو گئی سب سے آخر میں نور اصبح نکلی۔ تو کئی تھی ابھی سے ہزار ہوا شروع ہو گئی۔ اگر قادیہ کی تگوار سر پر نہ لٹک رہی ہوتی تو وہ بھی نہ آتی۔ ایک ایسے ہی کنسرٹ میں آنے سے راحیل اس کی زندگی پر قابض ہو گیا تھا۔ لب آئندہ جانے کیا ہونے والا تھا۔ ناشی اور اس کی ساتھ والی نشستوں پر الٹرا ملارن لڑکیوں کا گروپ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ راحیل کے بارے ہی میں باتیں کر رہی تھیں۔ اس کی نئی اہم پر اظہار خیال ہو رہا تھا۔ لڑکیوں کے ساتھ اس کے معاشقوں کا ذکر کیا جا رہا تھا۔ اسے تو ان لڑکیوں کے خیالات سے کچھ نہ آئے تھے۔ کاشف فراز لور سیر بھی ڈرم گٹار اور کی بورڈ سمیت اسٹیج پہ آچکے تھے۔ لور راحیل بھی مائیک سنبھل چکا تھا۔

رنگ برنگی روشنیوں کا دائرہ سمٹ کر اسٹیج پر مرکوز ہو گیا۔ پروگرام شروع ہوا تھا۔ نور اصبح کو یوں لگا جیسے راحیل بار بار اس کی طرف دیکھ رہا ہے۔ کتے کتے اسٹیج سے اتر آیا۔ لڑکے لڑکیں کا ہجوم بے قابو ہو گیا۔ وہ میوزک کی دھن پر جموم رہے تھے۔ جس جس کے قریب سے گزرتا تھا اسے ہاتھ لگا کر چھو کر گویا کوئی سعادت حاصل کرتا۔ وہ پورے ہل میں چکراتا پھرتا رہا تھا۔ لب وہ اپنا مقبل ترین نمبر گا رہا تھا۔ اس کی اہم کا سر ہٹ گا تھا۔ یہ گاٹا ملپ بین چارٹس میں پہلے نمبر پر تھا۔ کئی بہتوں سے اس گیت کے نمبر کی پوزیشن پر فرق نہیں پڑا تھا۔ اسی وجہ سے راحیل کے فزیش اہم نے لڑکیوں کو ڈانٹ دیا۔ اس کی لور لب انٹریشل چارٹس پر بھی اس کے گانے آنے شروع ہو گئے تھے پھر حسن کے موضوع پر گانے جانے والے ایک گانے نے اس کو بین الاقوامی میوزک کی دنیا میں شہرت دے دی تھی۔ آج کل میوزک اسٹریٹ دنیا میں ہاتھوں سے دولت و شہرت سمیٹ رہا تھا۔ دھڑا دھڑا انڈیوڈ چھپ رہے تھے۔ تصویریں لگ رہی تھیں۔ خبریں بن رہی تھیں۔ ہاہر کے نور ہو رہے تھے۔ ساتھ ساتھ راحیل کے اسکینڈل بھی بن رہے تھے۔ اسے پروا نہیں تھی کہ زندگی کے ایک ایک ٹیکڈ سے انجوائے منٹ کا قائل

تھا۔ جب سے نور اصبح اس کی زندگی میں داخل ہوئی تھی یہ معاملہ اس کے نزدیک بہت اہمیت اختیار کر گیا تھا۔ راحیل اس وقت اگلی رو کے نزدیک تھا۔ پر شور میوزک سن رہا تھا۔

تیری آنکھوں نے کیا ہے پاگل  
تیرے آنکھوں نے کیا ہے پاگل  
وہ ایک تھا بے جذبے کا رہا تھا۔  
کیا خوابوں میں میرے ہر  
روز کرتی ہے مجھے پاگل  
کچھ بے فکرے پر خوش فوجوں اسٹیج پر چڑھ آئے۔  
گٹا ٹم ہوا تو ہل تیلیوں کی آواز سے گونج اٹھا۔  
شائقین سیٹیوں تیلیوں لور ہولی بوسوں کی صورت میں دلوں سے رہے تھے۔

پروگرام رات گئے ختم ہوا۔ راحیل ہاتھوں طرف سے ہجوم میں گھرا ہوا تھا۔ یہ سب اس کے رستار تھے۔ لور اصبح جلد از جلد اس سے لکنا چاہتی تھی اس نے عاشری کی تلاش میں نکلیں دوڑائیں۔ اسے عاتب باکر اس کی پریشانی دیکھتے ہو گئی۔ لور عاشری راحیل کے ساتھ کھڑی تھی تاکہ لٹنے جلنے والوں پر رعب پڑے۔ اسے نور کی پریشانی کا ذرا بھرا احساس نہ تھا۔ پہلے تو اسے سے زیادہ خالی ہو چکا تھا۔ تو گراف کے شو قین راحیل کے گرد جمع تھے۔ کچھ تصویریں بنوا رہے تھے۔ کچھ باہر کا رخ کر رہے تھے۔

نور اصبح کہیں ہیں؟ وہ فراغت پا کر اس کی طرف متوجہ ہوا تو اکیلی عاشری کو دیکھ کر پرچہ لگا۔ کچھ ایسی گئی اسے اس کا خیال ہی نہیں رہا تھا۔ اس کی فکری کا سوچ سوچ کر وہ پریشان ہو رہی تھی۔ راحیل فراز سیر لور کاشف کو خدا حافظ کہہ کر عاشری کو ساتھ لے کر باہر نکلا۔ ستون کے ساتھ کھڑی لور اصبح لپک کر سامنے آئی۔

اب بھی کیا ضرورت تھی آنے کی میں تو مجھے سے میل کھڑی جھک رہی ہوں۔  
وہ راحیل کو بیکر نظر انداز کر کے اس پر چڑھ دوڑی۔ جواباً عاشری نے اس کا قصہ لکھنا کرنے کے

لے دونوں ہاتھ اس کے آگے جوڑ دیے۔ جی تو چاہ رہا تھا کہ عاشری کو لور بھی کھڑی کھڑی سٹائے۔ راحیل نے گھوم کر سٹائیل کی کار کا وہاں کھولا اسے پیچھے بیٹھنے دیکھ کر حیرت منہ نہ سکا۔

"میں کپ کا ڈرائیور تو نہیں ہوں آگے بیٹھیے۔"  
اس کے تیار ہار ماننے والے نہیں تھے عاشری نے بھی آنکھوں سے اسے اشار کیا۔ ہمارا آگے بیٹھ گئی۔

"آپ کو پروگرام کیسا لگا؟" اس کی ایک نگہ ڈراسی توجہ کی خاطر وہ اسے مخاطب کر بیٹھا۔

"بہت زیادہ سٹ۔" اس کے بجائے عاشری کی طرف سے جواب آیا۔

"کپ بیٹھ ہی اتنی چپ رہتی ہیں؟" پھر ایک سوال آیا۔ قصداً نہیں بولی۔

"کیا میرے ساتھ بیٹھنا اچھا نہیں لگتا ہے؟"  
ڈرائیو تک کہتے ہوئے اس نے مکمل جرات سے دوسرے ہاتھ میں لور اصبح کا چڑیا سا ہاتھ پکڑ لیا۔ لور اصبح کا ہاتھ تھکتے ہوئے اسے عجیب سا احساس ہوا۔ ایک ایسا احساس جس سے وہ پہلی بار آشنا ہوا تھا۔ علاوہ کسی لڑکی کا ہاتھ تھامنا اسے پہلے اس کے لیے نئی بات نہ تھی۔

"مجھے یہ فضیلت باتیں پسند نہیں ہیں۔" نور اصبح اس کی اس جرات پر شکا کندی ہو گئی۔ اس کی توازن دہلی بیٹھن سخت تھی۔

"اس میں کیا برائی ہے؟" لور اصبح نے ہمارا مضبوط ریٹین شپ ہو گئی۔ "راحیل کو مٹکئی پر ہوا نہ تھی۔" جب ہو گا دیکھا جائے گا۔ وہ جی سے بولی۔

عاشری سہری بنی ہوئی تھی یوں ظاہر کر رہی تھی جیسے وہاں سے ہی نہیں۔ نور اصبح دواڑے کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔ راحیل جان کر سکواڈ رائیو تک کر رہا تھا۔ کمر بچ کر نور اصبح نے تو شک کا کلر پر محالو رستہ زحیر ہو گئی۔

رات میں کتابیں اٹھا کر وہ اپنے کمرے میں چلی

آئی۔ اسے لہندہ محسوس ہو رہی تھی۔ دیر تن کر کے وہ کتب کھول کر پڑھنے میں مگن ہو گئی۔ جاتے دوسمیری راتیں تھیں، لہندہ کی اور پر اسرار۔ ناشی قاریہ کے ساتھ ایک تقریب میں گئی ہوئی تھی۔ مٹن احمد پرنس سینک کا نام کرنا بھی تک نہیں لوٹتے تھے۔ یوں گھر میں وہ نوکروں کے ساتھ اکیلی مٹی مٹی کا گھر میں ہوتا ہوا برابر تھا۔ اسے اپنے مشاغل سے ہی فرمت نہ تھی۔ اسے پڑھتے ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی۔ اب تو جمائیں آنا شروع ہو گئی تھیں۔ اچانک فون کی گھنٹی نے اسے مشرب کر دیا۔

"السلام علیکم۔" اس نے ریسیور اٹھایا۔  
"وعلیکم السلام۔" دوسری جانب پر شوق انداز تھا۔  
وہ فوراً پہچان گئی رگ و پے میں بیڑاری کی لہری دڈ گئی۔

"جی فرمائیے، کس لیے فون کیا ہے۔" اس نے اپنی ٹاکواری جھانکنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔  
"رات گئے ایک لڑکا اپنی سنگیتر کو کیوں فون کرتا ہے؟" مٹی خیز انداز میں سوال کیا گیا۔  
اس نے ریسیور کرئیل پر چمکا۔ "کھنیا، تھوڑا کلاس۔" گھنٹی پھر ایک تواتر سے بج رہی تھی۔  
"جی فرمائیے۔" وہ پھاڑ کھلنے والے لیے میں بولی۔

"اب اگر فون بند کیا تو میں آنٹی کے موبائل نمبر پر ٹرائی کروں گا اور ان کو تو آپ جانتی ہیں ٹی۔"  
تھوڑے عرصے ہی میں وہ قاریہ کے اختیار کا مشاہدہ کر رہا تھا اس لیے ان کا نام لے کر اسے ڈر رہا تھا۔ نور الصبح کے ہاتھ ریسیور پر ڈھیلے پڑ گئے۔ اگر وہ ان سے شکایت کر دے تو قاریہ فوراً لے لے تھیں اور گھر میں ایک دنیا محلو کھل جاتا جس میں وہ کمزور پڑ گئی۔

"اچھا جلدی سے بولیں، مجھے پڑھنا ہے۔" وہ اسی انداز میں بولی۔  
"تھوڑی سی کتابوں کو مجھ سے اور انتظار نہیں کیا جاتا۔" راجیل کی بے ہنگامہ محکومیت ہی گھٹا لگتی تھی۔

"اچھا تھوڑی سی بات کو میں آپ کو ایک قسم سناتا" Long distance call پر اس کا عنوان۔  
جب ابھی تھوڑی دیر پہلے پڑھی ہے جو حالت اس وقت میری ہے وہی اس میں بیان کی گئی ہے۔"  
وہ اپنی دلکش موانہ توازن میں وہ بے باکی کی حد کو چھوٹی نظم سناتے لگے۔ نور الصبح کے رخسار پر کمرہ گئے اس نے فون کا لگسی نکال دیا اور لائن بند کر کے لٹ گئی۔ آنسو خود بخود رخساروں پر بنے لگے اس کے لب بے گوازا اپنی بستی کی علامت ہے۔  
راجیل نے از سر نو نمبر طایا۔ ہر بار ملانے پر انج ٹون آتی رہی تو بھنگا کر دیا گیا اسے یوں لگ رہا تھا جیسے نور الصبح سر ہنگ جاتی ہے۔ جلتے وہ اسے سر کر کے گا کہ نہیں۔ صرف ایک بار وہ اس کے اسرار سے آگاہ ہو جائے تو اس کی ساری بیڑاری ختم ہو جائے گی۔

عاشی کی سالگرہ قاریہ و حوم و حلام سے منائی تھیں۔  
پس پر وہ دکھلا اور نمائش مقصود ہوتی تھی قاریہ نے جیسے مہمان بلوائے جاتے۔ نور الصبح کی سالگرہ کے انتقال بھی قاریہ ہی کرتی تھیں۔ اس نے بذات خود کبھی خاص دلچسپی نہیں لی تھی۔

عاشی کی سالگرہ میں ہر قاتل ذکر فرد عوفا، عاشی بلیک کمر کے جدید تراش خراش کے سوت میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔ قاریہ گیٹ پر مسمول کو خوش آمدید کہہ رہی تھیں، جبکہ نور الصبح مسمول کو ان کی نیل تک پہنچا رہی تھی۔ کہنے کو تو یہ سالگرہ کی تقریب تھی پر آرائش و انتظام کے لحاظ سے شادی کی محفل سے کسی طرح بھی کم نہ لگ رہی تھی۔ قاریہ نے دل کھول کر رقم خرچ کی تھی۔ مٹن پرنس وزٹ پر برطانیہ گئے ہوئے تھے۔ وہیں سے قاریہ ہو کر انہیں ڈوبی اور رضا سے ملنے کینڈا جانا تھا، ان کی غیر موجودگی میں قاریہ نے اپنے اور ان کے مشترکہ اکاؤنٹ سے اچھی خاصی رقم نکوائی تھی تب ہی تو یہ شوشا ممکن ہوئی تھی۔

راجیل تین تین کے ہوا آیا تو مسمول میں اشتیاق کی لہر دوڑ گئی۔ قاریہ بڑے خروپھ سے اپنے ہونے والے رات کا تعارف کروا رہی تھیں۔ ایک گھنٹے کے بعد سب کھانے پینے میں مگن ہو گئے۔ راجیل کی نگاہیں نور الصبح کا طواف کر رہی تھیں۔  
"آپ یہاں اکیلی بیٹھی ہیں۔" وہ اس کے پاس آیا۔

"جیل دل چاہے گا، بیٹھوں گی۔" اس وقت راجیل کی مدخلت سے مت ہیمل گئی۔  
"آپ بہت اچھی لگ رہی ہیں۔" اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد اس کے لبوں سے تعریف برآمد ہوئی تو سر جھٹک کر گئی۔

وہ بے حد خلعت پسند تھی، پر اس شخص کا تو نفست و ترتیب سے وہ در در تک کا واسطہ نہ تھا۔ عجیب بے ہمتی کے طے میں رہتا تھا اس کی پرستار لڑکیوں کا سوچ کر ہی اسے حیرت ہوتی جو اس پر پروانہ دار تار ہوتی تھیں۔

عاشی ان ہی کی طرف آ رہی تھی۔ اس نے سکون کا سانس لیا۔ شاید کوئی مجبور ہی اسے اس پسندیدہ بندھن سے نجات دلا سکا تھا۔ جو نئی عاشی بن گئی وہ اندھ کھڑی ہوئی۔ راجیل کو نبھانے کیوں اپنے دل میں اندھیرے اترتے محسوس ہونے لگے۔

آن مٹن احمد آ رہے تھے، کل رات ان کا فون آیا تھا۔ ان کا وہ بہت سو مند رہا تھا۔ انہیں اپنیل کے لیے بہترین مارکیٹ میٹر آگئی تھی۔ پہلے مرٹے پر ہی اتنے آؤر زل گئے تھے کہ انہیں سنبھلنا مشکل ہو گیا تھا۔ کاروباری لحاظ سے یہ ان کی بہت بڑی کامیابی تھی۔ قاریہ تو اسے نور الصبح سے راجیل کی مٹنی کا اعجاز تصور کر رہی تھیں مٹن ایک دم سے مت مصوف ہو گئے تھے۔ اب رحمہ کے سامنے قاریہ کو احساس کمتری کا کار نہیں ہونا پڑا تھا۔ کاروباری حلقوں میں بھی مٹن

احمد کا چہ چا تھا، اور ظاہر اور تر مین کو بھی یک گونہ اطمینان کا احساس ہوا کیونکہ وہ ان کی نیہت تک پہنچ گئے تھے۔

مٹن احمد معمول ہوئے تو قاریہ کو بھی سوشل ویلیفیر کا شوق اٹھا، آن بھی وہ ایک چیرنی شو میں شریک تھیں جو اس اہل بچوں کے لیے ہوا تھا۔ انہوں نے اپنی جیسی چند اور بیگمات کے ساتھ مل کر ایک کلب کی بنیاد رکھی تھی جو آئے دن ایسے شوز منعقد کرتا تھا۔ راجیل نے قاریہ سے آج پھر نور الصبح کو ساتھ لے جانے کی اجازت طلب کی۔ بقول اس کے کہ ایک دوست اور اس کی وائف نے ان دونوں کو کھانے پر الوائٹ کیا ہے۔ ظاہر ہے قاریہ نے خوشی خوشی اجازت دے دی جو نور الصبح کو بڑی گراں گزری۔ اسے کبھی کبھی اپنا وجود اس حقیر خوشی سے بھی بدتر لگتا جو ہا کبھی کبھار اس کے نیچے آتی ہو۔ قاریہ نے خود اس کے لیے کپڑے نکالے جاتے وقت تک وہ اسے راجیل کے ساتھ خوش اخلاقی برتنے کی ہدایت کرتی رہیں۔

راجیل اس کے ہر لو ایک ریٹورنٹ میں آگیا۔  
"آپ کا دوست نور اس کی بیگم کب تک آئیں گے؟" اسے اس نیم تاریک اور پر اسرار سے ماحول سے گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔

"معلوم نہیں، کب تک آئیں گے ویسے جتنی دیر سے آئیں، اچھا ہے، میں آپ سے چند باتیں تو کر لوں۔ ایسے تو کب ہاتھ ہی نہیں آتی ہیں میں سوچا ہوں، آپ اتنی منظم ہی کیوں ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو میں بھی شاید اتنی کشش محسوس نہ کرتا، خود کو عام لڑکیوں سے الگ کیوں کر رکھا ہے، اتنا زیادہ کہ ریشمی کپڑوں میں لپٹا یہ حسن دیکھنے کو میرانی چل اٹھتا ہے۔ اس کی ابھی ابھی سی مٹی خیز گھٹکوں اور بیگم لگا ہوں سے نور الصبح کو بول اٹھنے لگے۔

"آپ کو مجھے ترانے میں بہت مڑا آتا ہے، میرے دل کی حالت سمجھنے کی کبھی کو شش ہی نہیں کی ہے۔"

اس نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا اور ٹیکل پر دھرے نور  
 الصبح کے ہاتھوں کو بڑے غور سے دیکھا۔  
 "تپ کے ہاتھ بہت خوبصورت ہیں ویسے میں  
 نے تو صرف آپ کے ہاتھ ہی دیکھے ہیں مجھے یقین ہے  
 کب تمام کی تمام ہست۔"  
 "دیکھیں! پلیز خاموش ہو جائیں۔" وہ دہانسی  
 ہو گئی۔

میں اپنی نئی اہم میں ان ہاتھوں پر کوئی خوبصورت ما  
 گیت شامل کرنا چاہتا ہوں میں نے اس کے لیے بہت سارے  
 شاعروں کو پڑھ رہا ہوں یہ نظم آج ہی نظر سے گزری  
 جو میرے دل کی تواز ہے۔

تیرے حسن کے پیچھے  
 مری دہانگی کا ایک قصہ ہے  
 تیرے ہاتھوں تیری زانوں  
 تیرے ہونٹوں کی سرخی میں  
 میرا جی پاک حصہ ہے  
 تیری انگلیوں کی سرخی ہونٹوں کو  
 ہٹانے کے سرخ ٹونڈوں کو

یہ میرے ہونٹ چھو لینے کی حسرت میں ترستے  
 ہیں۔  
 "میں ابھی عاشی کو رنگ کرتی ہوں کہ اگر مجھے لے  
 جائے۔"

اس کی آنکھیں برسنے کو تیار تھیں اس نے  
 ونڈیک میں رکھے موبائل فون کو نکالنا چاہا تو راحیل  
 نے جھپٹ کر اس کا ہیک اپنے قبضے میں کر لیا۔

"میں نے ایسا کیا کہ وہاں ہے جو آپ یوں ندوس  
 ہو رہی ہیں۔ تب کے ہاتھوں کی تعریف ہی تو کی ہے۔  
 مجھے علم ہے کہ آپ کل ڈرہاک ہیں۔ اتنا سادہ ہے  
 کبھی میں نے بھی شکایت کی ہے۔"

وہ اسے اپنی مقناطیسی نگاہوں سے کھنکھاتا تھا۔ نور  
 الصبح نے بے بسی سے لوہار حرد کھلا۔

"قاریہ کا منہ اخبار میں۔ کوئی دوست اور اس کی  
 بیکہ میں نہیں آئیں گی۔"

اس کی بے بسی سے محفوظ ہوتے ہوئے وہ کوئی  
 بات کہنے کہنے رک گیا تو اٹھ کھڑی ہوئی۔ کرسیوں  
 کی زد سے بچتی ٹوکرائی ہوئی لوگوں کی نگاہوں کا خیال  
 کے بغیر وہ تقریباً بھاگتی ہوئی اس ریسٹورنٹ سے باہر  
 نکلی۔ راحیل بھی تیز تیز چلتا ہوا اس کے پیچھے باہر گیا۔  
 بلی کار اسے خاموشی سے ہی کٹا۔ اس نے گھر کی صوفیوں  
 داخل ہوتے ہی اس کی بدن میں جان نکلی۔

"میں جب گھر سے نکلتی ہوں تو تمہارا کمری نور  
 چاند مل پڑا کر اپنے لوہار دم کستی ہوں شیطان مجھ  
 پر ملوی نہیں ہو سکتا۔" اس نے گاڑی سے اترتے ہوئے  
 ہوئے کھلا۔

وہ گلی گلی آنکھوں کو رگڑتے ہوئے اندر داخل  
 ہو گئی۔ راحیل کو یاد آیا کہ چھری سے پتھر بن گیا۔

\*\*\*

شہد بیلینم سے آپکا تھا عاشی استقامت سے  
 فراغت پا چکی تھی اب اس کے سسرال والے شادی  
 کی تاریخ نامک رہے تھے عاشی خود جینز کی تیار ہیں میں  
 کمن تھی۔ جن سے مشورہ کرنے کے بعد قاریہ نے

شادی کی تاریخ دسویں مگر میں شادیوں والی مخصوص  
 گھما گھی شہد ہو چکی تھی۔ قاریہ ایک سے پیچ کر  
 ایک لٹا اور بیش قیمت چیز خرید رہی تھیں۔ فریڈ  
 سے عاشی کے باب رضوں نے ہماری رقم کا چیک

روانہ کر دیا تھا اور خود شادی کے روز پہنچ رہے تھے  
 بقول ان کے بہت مصروف ہیں۔ نور الصبح کو حیرت  
 ہوئی اپنی شادی میں شریک ہونے کے لیے باب کے

پاس وقت نہیں ہے۔  
 نور الصبح نے آپسکی سے کمرے کا دروازہ کھولا  
 عاشی اندر بستر پر لوندھی لیٹی ہوئی اس گانے سن رہی تھی  
 آج کل وہ الیہ گانے سننے والی بن چکی تھی۔ اس کے

مرزا کے خلاف تھا۔ اب بھی اسے نیر کا گانا اسٹریٹ  
 دھیمی گواز میں بجاتا تھا۔

میں تو جلا نیا جیون بھر

کیا کوئی روپ جلا ہوگا  
 کمرے میں کھل اندھا تھا یہاں تک کے پردے  
 بھی برابر تھے اس نے لٹاٹ جلائی۔

"عاشی! یہ لو اس گانے سننے کی کیا تک ہے۔ انھو  
 یہ تو امی تمہارے لیے گولڈ کا کتنا خوبصورت سیٹ  
 لائی ہیں۔"

اس نے یوں ظاہر کیا جیسے ابھی ابھی تکی ہو۔ عاشی  
 نے اس کی طرف دیکھا۔ آنسوؤں سے بھیگا چہرہ دیکھ کر  
 اس کا دل کٹ سا آیا۔ صاف تک رہا تھا وہ کئی دیر سے

دری ہے۔  
 "کیوں رو رہی ہو؟" اس نے عاشی کا چہرہ دونوں  
 ہاتھوں میں تھام لیا۔

"ڈیڈی نے کہا ہے کہ میرے پاس شادی کے دن  
 بھی آنے کے لیے شاید وقت نہ ہو گیا میں ان کے لیے  
 اتنی فیرا ہم ہوں۔"

وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی۔ نور الصبح خود بھی اس  
 کے ساتھ رونے لگی۔ اس کی سمجھ میں نہ آیا تھا کہ  
 عاشی کو کیسے ہلائے۔ بہت حساس لڑکی تھی باب  
 نے نا آنے کو شدت سے محسوس کر رہی تھی۔

\*\*\*

عاشی کی شادی پر ڈلی بھی آ رہی تھی۔ قاریہ بہت  
 خوش تھیں کیونکہ ڈلی ان کی ہم مزاج بلکہ ان کا دوسرا  
 روپ تھی۔ شہد روزانہ آجاتا اور عاشی اس کے ساتھ  
 خریداری کے لیے چلی جاتی تھیں نے خود کو بٹھا ہر سلا لیا  
 تھا۔ اور وہ جز کلب کی خواتین میں قاریہ کی دھوم مچی  
 ہوئی تھی۔ عاشی کے لیے جس دروازے سے شہد خریدتی  
 کر رہی تھیں اسے سب بیکٹ سرائہ رہی تھیں۔

بے شک بھائی کی بیٹی ہو۔ کون اتنی سلطوت و ریادلی اور  
 اہم محبت کرتا ہے۔ ہر طرح دلوہ اور داد و تحسین کے  
 ادھر گئے برس رہے تھے کب وہ واقعی رحمہ سے آگے  
 اٹھ گئی تھیں بلکہ بہت آگے۔

جن کو آج اس سے جلدی آگئے تھے۔ نور الصبح  
 نے ان کے لیے چائے ٹیکل پر لکوائی وہ فریڈ ہو کر

آگئے۔  
 "نہن! فوراً میرا سوٹ کیس لوڑیک تیار کرو۔"  
 دارا روپ سے کپڑے منتخب کرتے ہوئے جنک بہت  
 مصروف تھے۔ لوہر چائے پر سب ان کا انتظار کر رہے  
 تھے۔ کئی عرصہ بعد قاریہ بھی چائے پر ان کا ساتھ دے  
 رہی تھیں۔ عاشی کی شادی کی وجہ سے انہوں نے اپنی  
 بیوی سرگرمیاں کم کی ہوئی تھیں۔

"میں تقریباً چھ سات روز کے لیے اسلام آباد جا رہا  
 ہوں۔" جنک نے بیٹے ہی مطلع کیا تو قاریہ پریشان  
 ہو گئیں۔

"جنک! شادی میں وہ ہفتے رہ گئے ہیں تم جلدی  
 آنے کی کوشش کرنا۔"

"میں کام ختم ہوتے ہی آہوں گا۔ بھلا یہ کیسے  
 ہو سکتا ہے کہ میں اپنی بیٹی کی شادی میں شرکت نہ  
 کروں۔" انہوں نے پاس بیٹھی عاشی کا سر تھپکا تو اس  
 کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

جنک چائے کے کھنٹ بھرتے ہوئے سرسری  
 نگاہوں سے ٹیکل پر دھرے شام کے اخبارات کا جائزہ  
 بھی لے رہے تھے۔ ایک دم ان کے چہرے کا رنگ بدلا  
 اور تھنے تھنے سے چہرے بن گئے۔

"No not at all" اخبار ان کے ہاتھ سے  
 پھوٹ گیا۔ وہ تینوں جیرن تھیں کہ یکایک انہیں کیا ہوا  
 ہے جو وہ یوں غصے میں آگئے ہیں۔ حالانکہ وہ بڑے دھیمے  
 اور لہندے مزاج کے تھے۔

"جنک! کیا ہوا ہے؟" قاریہ نے ان کا شانہ ہلایا تو ان  
 اسی عالم میں دھاڑے۔

"مور پڑا لو اس لکھے کے کارٹے۔"  
 انہوں نے آگے پر زور دیتے ہوئے اخبار قاریہ کی  
 طرف پھینکا۔

"آج کل اس طرح کے اسکینڈلز بننا عام سی بات  
 ہے۔ جمونی خبریں لگتا تو ان ایوننگ پیپر کا پسندیدہ  
 مشغلہ ہے۔ مجھے تو یہ اس کے خلاف مہم لگ رہی ہے۔  
 یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اس کے خلاف یہ پروپیگنڈا  
 ہے جو دوسرے جیٹز کل عرصے سے کر رہے



ہیں۔ "میں کا اطمینان قتل دید تھا۔  
 "یہ اخبار نے لکھا ہے۔" وہ چیخ کر بولے۔  
 "محققان کل ڈاکٹرن پلینز۔" قاریہ نے ان کا کندھا  
 دھپایا تو انہوں نے ان کے ہاتھ جھٹک دیے۔

"یہ بھولی خبر ہے۔"  
 "یہ تصویر بھولی نہیں ہے۔" انہوں نے پھر  
 اخبار قاریہ کی طرف پھرایا۔  
 "مختصر بھی بھولی ہے، سامنے لے بیوی تری کرل  
 ہے ہانفرنس اگر یہ سچ بھی ہے تو اس مرض سب  
 لڑکے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ انجوائے منٹ کا حق ہر کسی  
 کو ہے۔ صحافی فضول باتیں پھیلپتے ہیں۔" قاریہ کی  
 بے نیازی پر قرار تھی۔

"اچھا لڑکا نہیں ہے۔" مٹن نے دانت چبے۔  
 "جست اچھا لڑکا ہے راحیل۔" قاریہ نے پھر اس کی  
 حمایت کی۔

"ہاں ہاں میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ میں ایسے  
 اخلاق باندھ لڑکے سے ہرگز اپنی بیٹی کی شادی نہیں  
 کروں گا۔ آج ہی یہ انکو بھی ان کے منہ پر دے مارو۔ تم  
 کیسی ملن ہو سب کچھ جانتے ہوئے بھی حمایت کر رہی  
 ہو، ہم آنکھوں دیکھی نہیں انکے جیسے۔ بس ختم  
 کرو یہ سب دس از لوٹ۔" مٹن کا لہجہ قطعی اور بے  
 چوک تھا۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں بچوں جیسی بہت کر رہے ہو۔  
 اتنے اچھے لڑکے سے رشتہ ختم کرو۔ ویسے بھی  
 تمہاری اولیٰ کی شریعت کی وجہ سے ہمارے سرکل کے  
 لوگ ہنستے ہیں اب کون اس کا رشتہ مانگے گا۔ شکر کرو  
 اتنی اچھی اور امیر خلی میں اس کا رشتہ ہوا ہے۔"  
 انہوں نے اپنے سینے مٹن کو سمجھانے کی کوشش  
 کی۔

"میری بیٹی اتنی گری بڑی نہیں ہے جو اس کے لیے  
 اچھا لڑکا نہیں لے سگے ویسے بھی اس ٹائپ کا لڑکا میری  
 بیٹی کے قتل نہیں ہے۔ راحیل کی دولت کی وجہ سے  
 تمہیں اس کی برائیاں بھی اچھائیاں نظر آ رہی ہیں۔ وہ  
 شوہر کا بھنورا ہے ایسے لوگ بھی ایسے شوہر ثابت

نہیں ہو سکتے۔"  
 "ہاں ہاں تم تو پہلے ہی راحیل کے خلاف تھے۔  
 احساس کتنی کے مارے کرجان لو، نور کا رشتہ ہمیں  
 پر قرار رہے گا۔" قاریہ غم ٹھونک کر مقابلے پر اتر  
 آئی۔

ماشائی دونوں میں مصالحت کروانے کی کوشش  
 کر رہی تھی جبکہ وہ ٹکر ٹکڑوں کی صورت دیکھ رہی  
 تھی۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں، مٹن کی انکو بھی کو اس  
 لڑکے کے منہ پر دے مارو، ورنہ واپس آکر مجھے خود ہی مار  
 کر مار دے گا۔ نور اتم یہ انکو بھی اتار کر اپنی بیٹی کو دے  
 گا۔" وہ کہتے ہوئے اندر چلے گئے مٹن کی فلائٹ کاؤنٹ  
 ہو رہا تھا، نوکران کا سلیٹ گاڑی میں رکھ چکا تھا۔ نور  
 الصبح ابھی تک وہیں کھڑی تھی، بے جان سے انداز  
 میں۔ ملی باپ کے روز روز کے جھگڑوں سے وہ پریشان  
 ہو جاتی تھی۔ مٹن جانے سے پہلے وہاں اس کے پاس  
 آئے، اسے اپنے ساتھ لگا یا اس کے آنسو پلوں کی  
 حدود توڑ کر گالوں پر آگئے۔

"آؤنٹ وری میں تمہاری مرضی کے خلاف کچھ نہیں  
 نہیں ہو سکتا۔"

اسے تسلی دے کر وہ چلے گئے۔ نور الصبح کا دل چاہتا  
 کہ انہیں روک لے۔ اس کا دل کو ایسی دے رہا تھا  
 کوئی طوفان وہ بے قدموں ان کے گھر کا رخ کر رہا ہے۔  
 ہوش سنبھالنے سے بھی پہلے وہ ان دونوں کی جھگڑیں  
 دیکھ رہی تھی۔ فکست بیش مٹن کا مقدّر بنتی تھی۔  
 اسے ملی سے خوف آتا تھا کیونکہ وہ اسے باپ کا حمایتی  
 سمجھتی تھی، نہ جانے اس کے ساتھ وہ سوئیلوں والا  
 سلوک کیوں کر کرتی تھیں، حالانکہ وہ ان کے ذرے ان  
 کا ہر حکم مانتی تھی پھر بھی وہ اس سے خوش نہیں ہوتی۔  
 تھیں ماشائی قاریہ کو اندر لے جا چکی تھی۔

اس نے بے جان ہاتھوں سے اخبار اٹھایا جس کی آ  
 وجہ سے یہ سارا فسلو ہوا تھا۔ "مشہور باب شکر لورڈ  
 میوزک اسٹیٹ کے مدح وہاں راحیل گیا آئی نوا پیر  
 ہٹ کے موقع پر ملاز کل کرل پٹی کے ساتھ انجوائے

کرتے ہوئے۔

اخبار نے تصویر کے نیچے سرخی جمائی تھی 'مزید خبر میں بتایا گیا تھا کہ راحیل اور نئی بلائل کرل چکی جو تو یہ ممکن حسن کی مالک ہے۔ آج کل دونوں ایک ساتھ رکھے جا رہے ہیں۔ قرن قیاس ہے دونوں جلد شادی کر لیں گے۔

اسے ہنگی اور راحیل کا ہو شرا پوز دیکھ کر بچے آگئے۔ اس نے اخبار دکھ دیا۔ اسے اس بات کا دکھ نہیں تھا راحیل ایک غیر لڑکی کا ہانپوں میں لیے کھڑا ہے بلکہ اسے غدشہ تھا کہ قاریہ اپنی برتری نہ ہونے کے زعم میں جن کو شکست دینے کے لیے کوئی انتہائی قدم نہ اٹھائیں۔ آئے وقت اسے خوفزدہ کر رہا تھا۔ مرے مرے قدموں سے اندر جا رہی تھی مگر قاریہ کی توازن قدم وہیں روک دیے۔ وہ فون پر راحیل سے بات کر رہی تھیں۔

"ملی سن تکی لو۔ یہ سب بھوٹ ہے تمہارے خلاف تمہاری مقبولیت سے خائف ہو کر یہ حربے استعمال کر رہے ہیں۔" قاریہ کا لہجہ اتنی شیرینی لیے ہوئے تھا کہ کچھ دیر پہلے ہونے والی بد مزگی کا شائبہ تک نہ تھا۔

"محب ایسا کچھ نہیں ہو گا۔" جن کے لہجے میں عزم تھا۔ پلٹ کر کہا ہر آگئی۔

لوہر راحیل نے فون رکھ کر اطمینان کا سانس لیا۔ اسے جن کے ہونٹوں کی طرف سے سخت مدد عمل کی توقع تھی پر ایسا کچھ نہیں ہوا۔ بہت آسودہ قلبیابی میں صحتی شاید اس کی ایک ایک حرکت پر نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ ہنگی کے ساتھ وہ تصویر بھی اسی سلسلے کی کڑی تھی۔ اس نے بھی کون سی احتیاط کی تھی۔ جذبات کے ہاتھوں بے قابو ہو گیا تھا۔ ہنگی اس کے ساتھ ایک مشہور گانے میں بر قارم کر رہی تھی۔ خوش شکل بلائل تھی آج کل راحیل کے ساتھ ہنگی کے اسکینڈل کا بڑا جھجکا ہوا تھا۔ پورے صبح والے سلسلے میں ہانپوں سے بہت جھنجھایا ہوا تھا۔ ہنگی کی زلفوں کی پھلوس میں اپنے جلتے دل کو بھلانے کی سعی کر رہا تھا۔ شوبز میں آنے سے

پہلے بھی اس کی کئی لڑکیاں سے دوستی تھی۔ جن کی تلاش میں ایسی گھلوٹ دستیوں اور میل لاپ کو برا نہیں تصور کیا جاتا تھا۔ نور الصبح پہلی ملاقات ہی میں اس پر اپنا اثر چھوڑ گئی تھی۔ اس کے گریہ میں بھی راحیل کو کشش محسوس ہوئی تھی تمام طور پر لڑکیوں سے دوستی کے ابتدائی مرحلے میں ہی ہزار ہا جاتا تھا۔ لیکن "اس کی زندگی میں آنے والی واحد لڑکی تھی جس سے وہ ابھی تک ذرا بھر بیزار نہیں ہوا تھا۔ بلکہ دن بدن اس کی طلبہ خواہش بڑھتی جا رہی تھی۔

تین روز سے مسلسل یہی ہو رہا تھا۔ قاریہ صبح سویرے نکلتیں اور رات گئے لوٹتیں۔ نور الصبح پریشان سی تھی جیسے کہ ان کی حرکتیں پر اسرار سی تھیں۔ شام میں وہ سو کر اٹھی تو ڈرانگ دم سے باتیں کرنے کی توازن آ رہی تھیں۔ منہ پر لہندے پانی کے چھپکے مار کر وہ باہر نکلی تو عاشری اس طرف آ رہی تھی۔

"ٹھہر گئی ہو ڈرانگ دم میں کبوتہ پھوپھو ملا رہی ہیں۔" قاریہ نے سنجیدہ لگ رہی تھی۔ نور الصبح جیسے ہی اندر داخل ہوئی ٹھک کر روک گئی۔ اندر راحیل تین تین طاہر آئی شہلا اور کچھ اجنبی صورتیں تھیں۔ ہائیں ہاتھ والے صوفے پر ایک بارش شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے میز پر درجنوں لور چین رکھا ہوا تھا۔ قاریہ اسے وہیں کھڑے دیکھ کر خود اس کے قریب چلی آئیں۔

"اس گھر کی مضبوط بنیادیں تمہارے آئندہ اقدام پر ہی قائم رہ سکیں گی۔ میں جو کہوں چپ چاپ کر لیتی جاؤ ورنہ میں سب کچھ چھوڑ کر رضوں کے پاس چلی جاؤں گی۔"

ہوئے۔ "آقا" نکاح کی رسم انجام پائی۔ وہ سب ہو گیا جس کے نہ ہونے کی وجہ عاشری مانگا کرتی تھی۔ اس نے رزتے ہاتھوں سے نکاح نامے پر دستخط کیے۔ نکاح کے بعد مصلحتی پیش کی گئی۔ عاشری نے ایک کھڑا اس کے منہ میں ڈالا تو اس نے بمشکل نگلا۔

"جیسے ہی جن کا فون آیا میں روشن ہو گئی۔ انہوں نے کہا کہ اس سے پہلے کہ کوئی اور اسکینڈل بنے میں آپ سے بات کروں۔ لب نکاح تو ہو چکا ہے۔ رخصتی جن کی راجسی پر دھوم دھام سے ہو گی۔"

وہ سب کو بتا رہی تھیں۔ فون فون کر رہی تھیں۔ قاریہ اسے ہرگز اپنی بات نہیں لگ رہی تھی۔ تو کوئی اجنبی صورت تھی۔ نام میں ایسی سنگدل اور بلیک میلر نہیں ہو سکتیں۔ وہ جیت گئی تھیں۔ انہوں نے منصوبہ بنایا تھا کہ عاشری کی شادی کے دن وہ جن کی موجودگی میں راحیل اور اس کے نکاح کا اعلان کریں گی۔ اتنے لوگوں کی موجودگی میں اپنی عزت کے ڈر سے جن چپ بی رہے اور رخصتی پر راضی ہو جاتے۔ یوں ان کی جیت مکمل ہو جاتی۔

"طاہر! یہ کچھ اکوڑا چوڑی نہیں ہے۔ مجھے تو یہ سب عجیب سا لگ رہا ہے۔ نکاح میں نور کے بچا یا آیا میں سے کوئی بھی شریک نہیں تھا۔ بھلا اسکینڈل کا ایسا بھی کیا خوف۔ باپ نے اسلام گلو سے فون پر کہا کہ بیٹی کا نکاح کرو۔ ہونہ ہو کوئی چکر ہے۔ قاریہ نے اتنی جلدی چلائی کہ میں کچھ سوچ ہی نہ سکی۔ ایک ہی بیٹا ہے ہمارا۔ اتنے اہم تھے کہ ان کی نہ کوئی فکر سمجھو جو رہی چھپے اس کا نکاح ہوا ہے۔ لوگوں کے لیے ہمارے فرزند کے لیے تو یہ سربراہی ہو گا۔"

میک اپ صاف کرتے ہوئے تین نے اپنے منہ شات کا اظہار کیا۔ "میں بھی حیران ہوں۔ رخصتاری تھیں کہ جن

راحیل کی حرکتوں کو چھند دینے کی سہولتیں ہیں مگر ایک وہ نکاح پر راضی کیسے ہو گئے۔ انہوں نے ہنگی اور راحیل کے اسکینڈل کے بارے میں ایک لفظ تک نہیں کہا۔ لوہر راحیل بھی بہت خوش ہو رہا تھا۔ میرے سچے بھنے کی طاقت بھی تمہاری طرح ختم ہو گئی تھی۔ لب دھیان میں آ رہا ہے۔"

طاہر بھی پریشان سے ہو گئے تو تین نے انہیں تسلی دی۔ "آپ ٹینشن نہ لیں، جن پر سہا آ رہے ہیں اصل بات پتا چل جائے گی۔ ویسے ہمارے راحیل کو اس کی مسئلہ حلنے کی خوشی میں ہمیں بھی خوشی ملنا چاہیے۔" تین نے ان کا ذہن دوسری طرف موڑ دیا۔

ڈولی اپنے شوہر اور بٹے کے ہمراہ آئی تو عاشری کی شادی کی راتیں شہر ہو گئیں۔ جن بھی آگئے تھے۔ نور الصبح کی اجڑی اجڑی آنکھیں دیکھ کر انہیں گلان بھی نہ ہوا کہ کیا ساتھ ہو چکا ہے۔ عاشری کی رخصتی کے روز ڈولی نے بمشکل گھسیٹ کر اسے کمرے سے باہر نکالا۔ قاریہ نے دھماکہ کر دی دیا۔ انہوں نے اس اہم عہد پر جن کو ہر اکہ چھوڑا تھا۔

"نہیں! یہ نہیں ہو سکتا۔" جن کو یقین نہیں آ رہا تھا۔

"میں ایسا کر چکی ہوں تمہاری لائڈی بیٹی کی بھی یہی مرضی تھی۔" انہوں نے سفید بھوٹ بولا۔ "تم مذاق کر رہی ہو میں۔" جن کے لہجے میں تذبذب تھا۔

"جیسے سنجیدہ معاملے میں مذاق نہیں کیا جاسکتا۔" قاریہ بھی سنجیدہ تھیں۔ جن نے انہیں بھونچو ڈالا۔ "تم نے یہ کیا کر ڈالا؟"

وہ شاک کی کیفیت میں تھے تو نور الصبح کو بلایا۔ مرے مرے قدموں سے ان کے قریب آ کر روک گئی۔ "یہ سچ ہے؟"

وہ نظریں زمین پر گاڑے رہی تمام مہل دم بخود  
انہیں دیکھ رہے تھے راحیل تین اور طاہر جو ابھی  
ابھی آئے تھے غیر ان سے تھے۔  
"میں پوچھ رہا ہوں تم سے؟ یہ سب تمہاری  
مرضی سے ہوا ہے؟" وہ زور سے دہرایا۔  
"نور اصبح بنو زانی پوزیشن میں تھی۔  
"کیا اس کمر میں میری کوئی حیثیت نہیں ہے؟"  
انہوں نے زندگی میں پہلی بار قادیہ پر ہاتھ اٹھایا اور نور  
اصبح کو دھکا دے کر آگے سے ہٹایا۔  
"مگر تم نکل جاتو یہاں سے۔"  
"سناں! ہوش میں آؤ کیا کر رہے ہو؟" سفیان نے  
انہیں روک رکھی۔  
"زندگی میں پہلی بار وہ انہیں اس قدر غصے میں دیکھ  
رہے تھے۔  
"میں کہتا ہوں اس سے کوئی میری نگاہوں سے دور  
ہو جائے ورنہ میں خود کو شوٹ کر لوں گا۔"  
وہ اپنا ہسٹل لینے اندر کی طرف لپکے شلہ اور رضا  
ان کے پیچھے بھاگے سفیان نے ڈلی کو اشارہ کیا کہ  
نور اصبح کو یہاں سے لے جائے۔ اس تمام عرصے میں  
وہ تینوں خاموش رہے تھے اب پتا چلا تھا کہ قادیہ نے  
جھوٹ بولا ہے۔ انہیں اپنی سخت توہین محسوس ہو رہی  
تھی۔  
قادیہ قرقر کلاب رہی تھیں۔ غم و غصے سے ان کی  
حالت بد ہو رہی تھی۔ زندگی بھر جن نے کبھی ان  
سے کوئی توازن میں بات نہیں کی تھی۔ اتنی کھلی بے  
عزتی کا تو تصور محال تھا۔ کتنی شرمناک صورتحال  
تھی۔ یوں کھلے عام شہر بھر کے معززین کے سامنے  
جنہوں نے ان پر ہاتھ اٹھایا تھا وہ روٹی ہوئی وہاں سے  
ہٹ گئیں۔ کاش زمین بھٹی اور وہ اس میں سہا جاتیں۔  
تسخرانہ نگاہوں کا سامنا تباہ و تاراج ہوتا ہے انہیں پہلی  
بار علم ہوا تھا۔  
"نور سے کہو یہاں سے چلی جائے اور آئندہ مجھے اپنی  
شکل نہ دکھائے۔" انہوں نے دوا نہ لاک کر لیا تھا۔

"پلیز انکل! اور کو لے جائیں۔ ہمہما کو کو لے لیں  
کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ اس وقت وہ بہت  
ڈسٹرب ہیں۔" گڈلے نے جیسے طاہر کی منت کی۔  
"ارے نہیں جیٹا! ایسے نہ کو تو رہا رہی جیٹے  
ہم است ضرور لے جائیں گے۔ وہ ہمارے ساتھ چلے  
گی سون کر۔"  
ان کے جواب سے کوئی پریشان نہ ہوئی۔ اور جن  
وہ جن کے کمرے کے دروازے کے پاس کھڑی تھی۔  
"اللہ کے لیے لیو! وہاں کھولیں۔ ایسے مت کریں  
بے شک مجھے کوئی مار دیں۔" وہ بالکون کی طرح دوڑا اور  
پیٹ رہی تھی۔ یہ دوا نہ تو اس کی قسمت کی طرح بدلتی  
ہو چکا تھا جیسے کھلتا۔  
ڈلی نے دلی تڑپتی نور اصبح کو بمشکل گاڑی میں  
بٹھلایا۔  
"فکرت کرو ہمہما ڈلی سے بات کریں گے۔"  
اس نے تسلی دی بلکہ سفیان تین اور طاہر  
سے معذرت کر رہے تھے۔  
"جنہوں کی طرف سے ہم معافی مانگتے ہیں۔ اور راحیل  
یہ سب لاپٹی کی وجہ سے ہوا ہے۔" شادی کا کھڑا چھانچا  
خامسا تماشا گاہ بن گیا تھا۔ عورتیں کھسک رہی تھیں  
تھیں۔  
جنہوں انہوں کو مٹانے اور لٹکانے کی جہم  
کوششیں بے کار گئیں۔ دونوں بھائیوں نے اپنی  
چوٹی کا زور لگایا کہ جی کو سیدھے سبازر خدمت کو بھجوا  
وہ سنتے ہی بے قابو ہو گئے البتہ طاہر سے انہوں نے  
اپنے ہاتھ پیچھے کی معذرت ضرور کی۔  
"اگر کسی نے نور اصبح سے ملنے یا گھر لانے کی بات  
کی تو اچھا نہ ہوگا۔" انہوں نے قادیہ سمیت سب کو  
دھکی دی۔ "اگر کوئی نور اصبح سے ملا تو اس کمر میں  
اس کا آخری دن ہوگا۔"  
قادیہ کا سارا دم غم بھرا تھا۔ اس کی تنہا گریز  
میں غم تھا۔ کھنڈار شخصیت بلکہ ہو گئی تھی۔ تو سب  
سے جتنی بھر رہی تھیں۔ سارا دن کمرے میں بیٹھ  
رہیں۔ لب تو انہیں ڈپریشن کے درجے پر لے گئے۔

تھے۔ ڈلی جا چکی تھی۔ سنی کو دوستوں سے فرمت نہ  
تھی نہ گئے جنہوں تو وہ صدیوں کے ابھی نظر آنے لگے  
تھے۔  
"طاہر! اب کیا کریں۔ اس معاملے کو یوں تو نہیں  
چھوڑا جاسکتا۔ سوسائٹی میں ہمارا ایک نام ہے۔ اس  
عمل سے ہماری کتنی انسلٹ ہوئی ہے۔ راحیل کا  
جسمیں ہمارے۔ وہ کتابے لگام ہے۔ نور کے والدین  
سے کوئی توقع نہیں ہے کیونکہ وہ ایک دوسرے سے  
نفرت کرتے ہیں۔" طاہر اور تین اسی مسئلے پہ سوچ  
بچار کر رہے تھے۔  
"ٹھیک ہے کچھ کرتے ہیں۔ پہلے ہی بڑی جنگ بندی  
ہو چکی ہے۔" طاہر نے کماؤ تین نے اثبات میں سر  
ہلایا۔  
نور اصبح بہت چپ چاپ تھی۔ جب سے راحیل  
وہاں آئی تھی۔ اس کی یہی حالت تھی۔ کھانا پینا بھی  
برائے نام تھا۔ سب اس کی خاموشی کو محسوس کر رہے  
تھے۔ راحیل اس کی اس کیفیت سے پریشان سا تھا۔  
دل پہلی بار اس کی طرف سے نرم ہوا تھا۔  
تین نے شادی کی تقریب کی تو وہ دم مسم ہو گئی۔  
"ابو کے بغیر میں ہر خوشی خود پہ حرام سمجھتی ہوں۔"  
وہ رونے لگی۔  
"ایسا کب تک ہوگا میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ لوگ  
ہم پر نہیں گئے ہاتھیں ہاتھیں گے سب تم عقل سے  
کام لو۔ طاہر! آپ کارڈ جیسے کو دے آئیں۔ میں تیاری  
کرتی ہوں۔" تین کا انداز قطعی بے چارہ تھا۔  
"پلیز آئی! ایسے مت کریں۔ ابو مل جائیں گے  
ان کی مرضی کے بغیر۔"  
نور اصبح کا بولتے بولتے سانس پھول گیا۔ کھڑے  
کھڑے وہیں کر گئی۔ طاہر بھاگ کر اس کی طرف لپکے۔  
نور! اسے ہسپتال لے جایا گیا جہاں ڈاکٹر نے بتلایا کہ  
نور اصبح کا دوسرا بیکہ ڈاؤن ہو گیا ہے۔  
"ایک توہنی اتنی مشکل صورت حال میں گرفتار

ہے۔ اور سے غم بھی۔ ایسا ہونا ہی تھا۔ میں نور کی  
مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہونے دوں گا۔ لوگ جو چاہیں  
کسیں مجھے پروا نہیں ہے۔ اس کی حالت دیکھ رہی  
ہو۔ بھلا اس حالت میں شادی ہو سکتی ہے۔" طاہر  
تہستہ تہستہ دستان سے بول رہے تھے تین شرمندہ  
سی ہو گئیں۔  
نور اصبح ہسپتال سے آگئی تھی مگر اس کے اندر  
سے جینے کی امنگ ہی ختم ہو چکی تھی۔ سارا دن لپٹی  
ہے۔ معنی سوچوں سے بھی آزاد رہتی۔  
وہ نما کرنگی تو سیکڑا بھی دانت کے دستہ والی کنگھی  
سے اس کے ہل سنوارنے لگی۔ چند منٹ بعد اس  
نے سیکڑا کے ہاتھ سے کنگھی لے لی۔  
"مجھے وہ نہیں خود کرتی ہوں۔" سیکڑا اٹھ گئی جونہی  
وہ باہر نکلی۔ راحیل آیا۔ اس کے ہاتھ وہیں ٹھہم گئے۔  
راحیل اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ پہلے بھر پور نگاہوں  
سے اس کا جائزہ لیا۔ وہ کھلی کمزور ہو گئی تھی مگر اسے  
پہلے کے مقابلے میں یہ وہ کر دیکھ کر اس کے ہر  
فسوں سراپے میں اسی کھل گئی تھی۔  
"بھئی! کھائیں! تین جان بٹائیں۔ کیا کوئی کھانے  
سے روکتا ہے۔" اس نے ٹھٹھکو کا آغاز کیا۔ ایک ایک  
کر کے دن گزارے ہیں۔ آپ کے انتظار میں۔ آپ  
کے والد محترم کم تھے جواب کپ بھی جان جانے پر  
نہ گئی ہیں۔  
"میں نے کیا کیا ہے؟" راحیل کے طعنے والہ  
محترم کہنے۔ اس کے دل کو دھکا لگا۔ اور آنکھوں کے  
پانے جھلک پڑے۔ لیجے میں وہ غور بھی نہیں تھا جو  
اس کی شخصیت کا حصہ تھا۔ وہ بے انداز میں بولتی  
وہ کتنی مختلف اور خوفناک رہی تھی۔ آج کل ایسے  
روئے کے لیے معمولی ہانے کی بھی ضرورت نہ تھی۔  
جھلک کرتے آنسو دیکھ کر اس کا نرم ہوتا ہوا دل پھر سخت  
ہو گیا۔  
"ایسا کیا ظلم کیا ہے میں نے؟"

رائیل اس کے سامنے کھد لور الصبح کو اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے کے انداز سے خوف آتا تھا۔ عجیب ضدی چہرہ اور ہنر مند صوفی آنکھیں تھیں۔ سب کچھ منوالینے کا عزم لے ہوئے قدرے شوخ اور شریر سی ہنس بولی وہ کبھی کبھی سوچتی لڑکیوں شاید اس کی آنکھوں کی وجہ سے اس کی پرستار ہیں۔ جسہ آنکھوں کی زبان میں بات کرتا ہو کھوکھو کس کس کا دل کھا کر نہ ہوتا ہو گلہ اس کی خاموشی سے جھنجھلا گیا اور لے لے ڈگ بھرتا چلا گیا۔ ترمین اور طاہر نے اسے نور الصبح کی مجبوری اور پریشانی کا حوالہ دیا تھا۔ بظاہر تو وہ ان کی بات مان گیا تھا اندر ہی اندر دھم سے کھول رہا تھا۔

وہ بہت دن کے بعد گھر سے باہر نکلی تھی۔ قریبی پارک میں اس وقت بہت رش تھا۔ بچے بڑے موٹور تھیں سبھی موجود تھے اور اپنے اپنے طور پر لطف اندوز ہو رہے تھے۔ کلنی دیر کے بعد اسے گھر لوٹنے کا خیال آیا۔ مغرب کا وقت ہونے والا تھا۔ پارک بھی بہت آہستہ آہستہ خالی ہو رہا تھا۔ اس نے بھی واپسی کا قصد کیا۔ تھکے تھکے قدموں سے وہ گھر کا فاصلہ طے کرنے لگی۔ روز و شب ایک لو اس اور بو بھل کر سینے والے سفر سے گرو اکھ محسوس ہو رہے تھے۔ ایک پڑھوگی ہر وقت اس کا معاملہ کیے رہتی۔ ترمین اور طاہر خود اس کی طرف سے پریشان رہتے تھے۔

بچن سے برتنوں کے ٹکرانے اور ایک جگہ سے اٹھا کر دو مری جگہ رکھنے کا دم سا شور ہو رہا تھا۔ اس نے دوا دازے سے ہی بھاگ کر اندر مصروف عمل سیکین سے ایک کپ چائے پلانے کی درخواست کی اور لاؤنج کی طرف آئی۔

وہاں موجود اجنبی صورت کو بے تکلفی سے پراہن ہو کر کرسی چٹائی گئی۔

"جی آپ کون؟" وہ رک رک کر بولی تو وہ جو کوئی بھی تھا پوری طرح اس کی طرف گھوم گیا۔

لور الصبح کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ غور سے دیکھنے پر وہ بمشکل اسے پہچان پائی۔ کچھ راتیں تھا ہاتھ بادلے ہوئے چلے میں۔ گدھوں سے نیچے لٹکتے ہلے ہاتھ تھے۔ گھنٹوں سے پھنی سوراخ زور جینز کی جگہ وہ کیتی لور تھیں سی پینٹ میں بلبوس تھا کر بیان جو ہمیشہ کھلا رہتا تھا آج وہاں موٹی زنجیر نہیں تھی بلکہ شرٹ لور پینٹ میں بلبوس اپنے ایک دم بدلے چکے تھے۔ وہ مست غشنگ لگ رہا تھا۔

بہت دیر بعد اسے احساس ہوا کہ وہاں گھنٹوں کی طرح اسے گھورے جا رہی ہے۔ وہ کچھ دیر قیام ہی کیا تھا۔ مگر بہت خوش تھیں خود بچن میں سیکین لور زور کو ڈنر کے بارے میں بتانے لگی تھیں۔

رات کے کھانے پر طاہر بھی موجود تھے۔ رائیل نے اعلان کیا کہ وہ آئیں پابندی سے جائے گا۔ طاہر بہت خوش ہوئے کہ اسے خیال آئی گیا۔

نور الصبح جب ناشتے کی ٹیبل پر پہنچی تو صرف رائیل ہی تھا۔ ترمین سو رہی تھیں۔ طاہر آئیں جا چکے تھے۔ وہ بھی مصروف سے انداز میں ناشتہ کر رہا تھا۔ اس کے گلے میں تو کچھ موجود تھا جو طاہر کر رہا تھا کہ وہ واش روم سے ابھی ابھی آیا ہے کیونکہ اس کے لیے ہل ماسچے آ رہے تھے۔ اس کے پیچھے ہی وہ چائے کی پیالی لے کر اٹھ گیا۔

اس کے ٹیبل پر رکھے موبائل فون کی بپ ہو رہی تھی۔

"ہیلو!" وہ سری طرف عاشی کی ہر خوش آواز تھی۔

"زبردست جی! ہم نے تو آپ کو پہچان ہی نہیں۔

ہوئے ڈشنگ لگ رہے ہیں پر سولی دی۔ آپ کا شو دیکھا ہے۔ مرنے والی خیموں میں اضافہ ہو گیا ہو گا۔ شلڈ بھی جیڑن ہیں۔"

عاشی تعریف کر رہی تھی۔ پریس نے بھی اسے سراہا تھا لور "چارمنگ ہوائے" کا خطاب دیا تھا۔

لور الصبح کے بارے میں عاشی نے استفسار کیا تو وہ

مختصر احوال۔

"ٹھیک ہیں۔"

"ٹھیک کیوں نہ ہوگی۔ آپ جیسا ڈشنگ اور چنڈ سم پارنٹر طے تو بندہ ٹھیک سی رہتا ہے۔" اس کے کتبے میں رشک تھا۔

موسم بڑا آفت ہو رہا تھا۔ میچم چمبارش برس رہی تھی۔ نور الصبح ان میں بیٹھی کتنی دیر سے بھیک رہی تھی۔

"غوشیل مجھ سے کہیں روٹھ گئی ہیں۔ ابو ناراض ہیں۔ ای پلٹ کر نہیں آئیں۔ سنی کو میرا خیال نہیں آیا۔ وہ لوگ اپنے تئیں مجھے فراموش کر چکے ہیں۔ کسی کو مجھ سے محبت نہیں ہے ایسی پابندی زندگی گزارنے سے بہتر ہے کہ میں۔"

سنگ مرمر کی پیچ پر سہارے ہوئے اس پر خون سا طاری ہو گیا۔ رائیل نہیں پر کھڑا کتنی دیر سے کھوئی کھوئی نور الصبح کو دیکھ رہا تھا کچھ مہیا کر کے اتر ل۔

"کہیں کر رہی ہیں آپ ایسا اگر آپ کو کچھ ہوا تو آپ کے ہر شے مجھ پر شاید مقدمہ کر دیں۔ آپ کو اگر مرنے کا شوق ہے تو میرے گھر سے باہر جا کر یہ شوق پورا کریں۔ میں اپنا راج اور لانا چاہوں۔"

"چھوڑیں مجھے۔" اس نے رائیل کے گھرے کو توڑنے کی کوشش کی۔

"دیکھیں محترمہ! مجھے جیل کی ہوا کھانے کا شوق نہیں ہے اور آپ کے والد محترم تو قتل ہو چکے ہیں۔ بنو لوں گے مجھ پر۔" رائیل اسے چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔

بارش کا پانی دونوں کو شرابور کر گیا تھا۔ نور الصبح کی پیشانی پر نشین ساہن گئی تھا۔

"اندر چلیں یہاں کچھ لگا نہیں۔" رائیل نے اس کی پیشانی کی طرف اشارہ کیا۔

"آپ کو کیا تکلیف ہے؟"

"جہ میں تکلیف ہم آپ کو سلامت واپس کرنا

چاہتے ہیں۔"

وہ انجی سی گئی۔ بار بار اس کے گھر والوں کا حوالہ کیوں دے رہا تھا۔ جانے کیا بات تھی۔

لازم کی معیت میں وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے۔ غریب اس کی آمد کا سنتے ہی کمرے سے نکل آئیں۔ ان کے ساتھ چمن احمد تھے۔

"تم!؟" وہ بھی اسے بمشکل پہچان پائی۔

رائیل نے مذہب انداز میں سلام کیا انہوں نے ناراضی سے جواب دیا۔ رائیل نور الصبح کی رام کلانی سنائے لگا۔

وہ پھلور لے لے لے بغیر کسی تصور کے انہوں نے اپنی لائٹی بی کو اتنی جڑی سڑادی تھی۔ احساس پشیمانی ہونے لگا۔ خطبہ کے بندھن ٹوٹ گئے۔ دم ٹپ تو ان کا بہت سے پہلے نکل چکا تھا۔ ری سی کسر رائیل کی آمد لور محلی تھلنی نے پوری کر دی تھی۔

"مجھے نور! میری بیٹی کے پاس لے چلو۔" ان کی حالت قاتل رحم تھی۔ نور الصبح کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا اس کے بارے اس کے سامنے کھڑے تھے۔ وہ بھاگ کر دو لوں سے آئی۔

جذبات کا طوفان ذرا اٹھا تو ترمین اور طاہر سے ملاقات ہوئی۔

"چمن بھائی! نور جیسی فرمائیں اور بیٹی کسی کسی کو ملتی ہے۔ ان چہ ملت ملہ میں ہم تو اس کے عادی ہو گئے ہیں۔" ترمین بھائی سے تعریف کر رہی تھیں۔

"یہ اسی طرح ہے جیسی آپ کے گھر سے آئی تھی۔ اس کی ضد تھی کہ آپ کی رضا مندی اور موجودگی کے بغیر وہ ہر خوشی خود پر حرام تصور کرتی ہے۔" ترمین نے مزید بتایا۔

ٹھکے شکستوں کا لہجہ اور چلا لور رائیل کا ذکر بھی آیا۔

"جیسی! یہ نئی نسل بہت بہت ہے اگر رائیل حوصلہ نہ کرنا تو جانے کب تک میں اپنی بیٹی کو سولہ پر





سے تلے کے بعد پہلی بار کسی تھی۔ وہ اپنے اصولوں میں سخت کمزور ہو گیا۔

اس وقت اس نے کتنے آرام سے کہہ دیا تھا کہ مجھے فرق نہیں پڑتا ہے تو بعد میں رہا چلا تھا کہ اسے فرق پڑتا ہے اور سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ وہ اپنے عرصہ خود فریبی کا شکار رہا کہ نورالصبح اسے قہقہہ کر لے گی۔ اس کے پاس دولت، عزت، شہرت ہے، سہولیات کی فراوانی ہے۔ وہ اعلا تعلیم یافتہ ہے اس کا اپنا ایک خانہ عالی بیک گراؤ نہ ہے۔ وہ جدی پختی رہی ہے اس کے پاس ظاہری وجاہت ہے۔ نازنیوں کی نگاہیں اسے سراہتی ہیں۔ خود نورالصبح کے پاس کیا ہے اس کا خانہ انہن کے ہم پلہ نہیں ہے۔ کس بات پر اڑ رہی ہے۔ وہ فطری مولد خود سری سے سوچ رہا تھا۔ وہ ہوتی کون ہے شرائط لگانے والی۔ لکھنے والی ڈیڑھ کرنے والی۔ وہ خود سے بہت لڑا لیکن اس کے جانے کے بعد مل خالی ہو گیا تھا۔ عزت سے وہاں گئی اب اس کا مل خالی خالی سا تھا۔ وہ بظاہر خود سر رہا ہوا تھا۔ مگر اندر سے شکست تسلیم کر چکا تھا۔

وہ نورالصبح سے ہار چکا ہے پھر اب وہ مزید اس کی بے رخی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ گھر سے فون پہ فون آرہے تھے کہ والدین کو وہ تذبذب کا شکار تھا۔ رات عاشی کا فون آیا۔ نورالصبح کی طرح وہ بھی غلط فہمی کا شکار تھی کہ راحیل انتقامی ایسا کر رہا ہے اس نے تردید کرنے کی کوشش نہیں کی۔

\*\*\*

بازار میں گھوم گھوم کے دونوں کا حشر ہو چکا تھا۔ نورالصبح کو تو ابھی خاصی بھوک لگ رہی تھی عاشی نے اپنے پسندیدہ ریستورنٹ کے سامنے گاڑی روکی اور دونوں اندر آئیں۔ سب سے پہلے عاشی کی نگاہ راحیل پر پڑی۔ وہ اکیلا بیٹھا تھا عاشی تو دھڑلے سے بیٹھ گئی۔ گھڑی میز کی چابی سج کو گھور رہی عاشی نے اس کا بازو پکڑ کر اپنے برابر بٹھالیا۔

یہ ایک منگ اور معیاری ریستورنٹ تھا۔ راحیل

اکثر یہی آتا تھا۔ یہاں لوگ اسے پہچان کر لگاتے تھے۔ وہ آؤروے کرانتظار کر رہا تھا۔

"ہنگینڈ سے کب واپسی ہوئی۔"

"تھوڑے دن ہی ہوئے ہیں۔ آپ سنا ہیں۔" اس نے نورالصبح کو نظر انداز کر دیا۔

"میں ٹھیک ہوں" پڑوسیوں سے سلام کر لیں۔

"اس نے گوارانہ از میں کدھے"

"میری خیریت کوئی نہ ہی پوچھے تو بہتر ہے۔"

لجہ بہت ترش تھا۔

"لی بیو یو ر سیلٹ۔ یہ کوئی طریقہ ہے یا نہیں۔"

"میں جانتی ہوں کس سے کس طرح چاہیے۔ یہ جمونا اور بے ایمان شخص اس سے کتنی پیش آتا ہے۔ خود کو شہنشاہ سمجھتا ہے۔"

"تم نے کس سے پوچھا جمونا اور بے ایمان کس کو راحیل کو جیسے کسی نے جلتی جلتی میں ڈال دیا۔"

غصیلی گواڑ میں خرابا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں جانتی ہوں تم جنمو۔" وہ تیز تیز دوڑنے سے باہر آئی۔

"یہ سب کیا ہے راحیل؟" عاشی اسے دیکھ کر مکی۔

راحیل کے لیوں پہ ایک مل گرفتاری ہو گئی۔ ابھر کر معدوم ہو گئی۔

\*\*\*

نورالصبح بغیر تائے راحیل کے کسرت میں تھا۔ تھی نہ جانے اس نے ایسا کیوں کیا تھا۔ اس کے لئے یہ طے ہونے والا ہے کہ ابھی میں تم سے ملوؤں اور کانوں کو بھلے لگنے والے تھے۔ کے مجبور کرنے پہ نورالصبح جب راحیل کے پاس میں گئی۔ تو دونوں مرتبہ اس کا دھیان کس نورالصبح سے ہوا تھی راحیل کو دیکھ لور سن رہی تھی۔

کب تک آخر ہم سے اپنے دل کا بھید نہیں رہا۔ یہ اک دن آتا ہے تم راہ پہ تھی۔

کیوں چہرا اترا اترتا ہے کیسے ابھی ابھی سی ہیں آنکھیں  
سنو شین ایک حقیقت ہے تم کب تک اسے بھلاؤ گی  
سب رنگ تھامے جانتا ہوں میں غیب تمہیں پہچانتا ہوں  
کوکب تک پاس نہ آؤ گی کوکب تک آنکھ چڑاؤ گی  
وہ بڑے موڈ اور سر میں گارہا تھا ایک دو بار اس کی  
نظر اتفاقاً نورالصبح پہ پڑی تو وہ گھبرا گئی کہ کیسں اس نے  
اس کے دل کا چور تو نہیں پکڑ لیا ہے۔

یہ سوچتی گھس رہی تھی کہ بنی گوہر سفینی  
سب حسن تمہارا ہے قیمت کر ہم سے ڈاؤن ہو گی  
وہ اسٹیج سے اتر کر شائقین کے درمیان اٹھ گیا۔  
نورالصبح نے چوہکا لیا کہ راحیل اسے دیکھ سکے۔  
چلو تو ابھی تم ہم لہجہ نہیں اور نئے سفر کا عہد کریں  
ہم کب تک عمر گواہیں گے تم کب تک بات بڑھائو گی  
"مانے سفر کا عہد کیسے ہو سکتا ہے تم نے تو مجھے  
اشتہار دیا ہے: فعل میں ہوئی۔

پروگرام ختم ہونے کے بعد راحیل ڈرننگ روم  
میں چلا گیا۔ وہ بہت جگہ کرتی چھوٹے چھوٹے قدم  
الغالی اسٹیج کے پیچھے بنے ڈرننگ روم کے سامنے  
رک گئی۔ اندر سے ٹولنی ہنسی کی تواڑ آ رہی تھی وہ  
دبے پاؤں اندر داخل ہو گئی۔ راحیل نے مڑ کر اس کو  
دیکھا اس کے چہرے پر بے پناہ حیرت تھی۔

"وہ تو یہ ہے وجہ شادی سے گھڑانے کی۔ آپ کا  
میکرٹ لوالہو بھلا پانی ملا تھی کب چلتی ہیں۔"  
وہ چہچاہا کر رہی تو راحیل کے ساتھ نیچے سبز نظام  
فصے میں آئیں۔ وہ اور ان کے شوہر اس پروگرام کے  
آرگنائزر تھے نظام صاحب بھی شور من کر اندر  
آئے۔ سبز نظام راحیل سے کم از کم دس برس بڑی  
تھیں۔ نورالصبح نے تو حد کر دی تھی وہ اپنے بھاری  
بھر کم پر اپنے کو سمیٹ کر بٹھل گئیں۔

"تم نے یہ بے ہوش بات کی کیسے؟" تو قرقر کا پ  
دی تھیں۔

"راحیل! یہ کون ہے؟"  
مجھے نہیں معلوم۔"

"اسے میں سے نکالو۔"

"من لیا! اب جائیں۔ تلی سے گیت  
راحیل کے انداز سے لگ رہا تھا اسے دیکھ کر  
راہل دے گا۔ آنسو بھری آنکھوں کو سستی توڑ  
قدموں سے باہر تکی۔

"سبز نظام! میں ابھی آ رہا ہوں۔" راحیل  
ادھر ادھر دیکھا اس کے پیچھے لگا اسے بے حس  
آ رہی تھی نورالصبح کے اصرار پر اس نے سبز  
گوشت کے اس پار کو اس کا خیر معاشرہ کیا  
بازو پکڑ کر اپنی ٹانگیں بنایا۔ وہ بہت ریش ڈرا تھا  
تھلا گاڑی سیدھی راحیل ولا کے طویل ڈرائنگ  
جا رہی۔

نیچے اترنے کی زحمت گوارا کریں گی  
اس نے جلتے طرا "کما یا رملہ" جان  
بسر مل گاڑی سے اتر تکی۔

راحیل اسے ڈرننگ روم میں لے گیا۔  
"سیکنڈ اپل انیس لٹنڈ اپلی وہ۔" سیکنڈ  
انسی قدموں لوٹ گئی اس کے پیلے کر آئے  
راحیل نے دو دندہ کر دیا۔

"اب تب نے مجھے کوئی نیا الزام دیا ہے  
دیں۔ میں تیار ہوں۔ آپ نے تو سبز نظام  
ساتھ مجھے انوارو کرنے سے نہیں بخشا  
اندھیرے میں نہیں رکھنا چاہتا نورالصبح!  
اسم ہامسی ہیں میں تب کو دیکھتا ہوں تو غرا  
ہے۔ آپ بہت بلندی پہ نظر آتی ہیں۔ شوہر  
میں میرا دل بہت فار انجوائے منت تھا  
گزرنے کے ساتھ ساتھ مجھے پتا چلا کہ مجھے آپ  
با اصول اور سخت لڑکی سے محبت ہو گئی ہے۔ نور  
ایک بار آپ نے کہا تھا کہ شیطان مجھے  
کر سکتا۔ تب کے اس فقرے نے میرے دل کی  
زیر و زبر کر دیا۔ میں کوشش کے باوجود آپ  
کر۔ ک۔ بعد میں میرے خیالات تبدیل کئے ہیں۔  
آپ کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ میں اشتہار

ت بیچ رہا ہوں۔ بلکہ میں تو تب کی غرت سے بچ رہا  
ہوں۔ نورالصبح! آپ کی مرضی کے بغیر میں اب آپ  
کو چھو تک نہیں سکتا۔ جب کہ اگر ایک چیز رسائی میں  
ہو تو اسے چھوئے کو پانے کو دل چھتا ہے۔ میں دل کو  
کے بے بسا! اس لیے انگلی نہ چلا گیا کہ یہ معاملہ دب  
جائے۔"

وہ بولتے بولتے راکھ ادھر نورالصبح کی نگاہیں راحیل  
کے انکشافات پہ حیرت سے چھینتی جا رہی تھیں کیا  
واقعی یہ راحیل ہے؟ یہ اس کے خیالات ہیں یہ کیا  
انتخاب آیا ہے راحیل اور یہ لغظت کمال نہیں وہ  
بے بائیں اور من ہیال ہے۔ تو یہاں تکست خورہ انداز  
قہار ہے ہوئے نے بے مسافر ک۔

"آئیں تب کو چھوڑ دوں۔ میں صرف یہاں غلط  
نہیں رہا ہوں۔ نورالصبح! آپ کو مالہ آپ میرے لیے  
نور غلط سوچیں۔" وہ بے پناہ سنجیدہ اور یاسیت کا شمار  
کے ساتھ۔

"میں جا تو رہی ہوں مگر یہ بتائیں کہ مجھے لینے کب  
آئیں گے۔" یہ الفاظ کہنے کے لیے اسے بہت ساری  
طاقت جمع کرنا پڑی۔

"لیا۔" راحیل کی تواڑ بہت بلند تھی۔  
"آپ سچ کہہ رہی ہیں؟" وہ نگاہیں چرائی۔  
"آپ اور کیا سننا چاہتے ہیں۔"

"جی کہ سبز نظام میرا سیکرٹ لوالہو ہیں۔" وہ  
کچھ ہلکا ہلکا ہو گیا اتنے دلوں کی یاسیت اور پرمروگی  
نہیں دور تھاگ گئی۔

"ان کا سبز نظام نور میں!" وہ جسنے لگا اور اس نے  
گاہیں چرائیں۔

دل میں کتنے عہد ہندھے تھے اسے بھالنے کے لیے  
وہ دعا جب سامنے آیا سارے ارلوے توڑنا اچھا لگا  
"ہاں نورالصبح! میں تب کو کبھی بھی نہیں بھلا  
گا۔" وہ سچائی سے بولا تو اس نے پہلی بار اسے نرم نرم  
ی مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا۔

"اگلے فراہی ڈے کو ماما آپ کے گھر آئیں  
گے۔ کاش آج ہی وہ اسلام آباد سے آجاتے کیونکہ  
فراہی ڈے تو بہت دور ہے۔" اس کا لہجہ رنگ بدلتے  
لگا۔

"نورالصبح! آپ کو سوچنے کی تو ابھی خاصی پریمیں  
ہے مگر۔"

وہ سنی خیر انداز میں ہنسا۔  
"یہ مطلب؟"

"مطلب یہ ہے کہ آپ کو وہ لکھنا دینا ہے۔" وہ چڑی  
سے اترے لگا۔ اب اس کی نگاہوں میں واضح استحقاق  
اور شہج جسارت کی دھمکی تھی۔ پہلی بار زندگی میں  
پہلی بار نورالصبح کو اس کا استحقاق سے دیکھنا اچھا  
لگتا۔ سرخ ہو گئی۔

"میں لب چلیں گی۔"

وہ ہاتھ انداز میں قدم اٹھاتا اس کے ساتھ باہر  
آیا۔

"نورالصبح! میری طمعی میں امید کے بہت سارے  
جگنو ہیں۔" نورالصبح ایک سیٹ پہ بیٹھ گیا۔

"جس ایک بات مجھے ڈسٹرب کرتی ہے کہ کہیں  
آپ مجبوری کے عالم میں تو نہیں ایسا کر رہی ہیں۔ اگر  
ایسا نہیں ہے تو مجھے یقین دلا دیں کہ امیدوں کے  
مجھوتوں کے سفر میں آپ بھی میرے ہمراہ ہیں۔"

وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ اسٹینڈنگ وہیل پہ دھرے اس  
کے ہاتھوں کو۔

نورالصبح نے ایک نگاہ کھا اور پھر ہنسی خوف کے  
اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں پہ رکھ دیے اس کے لمس  
میں اپنائیت اور یقین تھا وہ آہستہ سا ہو گیا وہ اپنی کاسفر  
شروع ہو چکا تھا اس سفر کے اختتام پہ ایک چمکیلی  
خوشگوار صبح ان کی راودیکھ رہی تھی جو لب زانوہ دور  
نہیں تھی۔

